

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پنیسٹھوال اجلاس (تیری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 15 اپریل 2023ء بروز ہفتہ بھر طبق 24 رمضان المبارک 1444ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	04
3	قرارداد نمبر 150 مبنی: محترمہ بشری رند، رکن صوبائی اسمبلی۔	08
4	قرارداد نمبر 151 مبنی: محترمہ بشری رند، رکن صوبائی اسمبلی۔	24
5	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	34

ایوان کے عہدیدار

میر جان محمد خان جمالی ----- اسپیکر

سردار بابر خان موسیٰ خیل ----- ڈپٹی اسپیکر

ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کا کڑ ----- سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن ----- اپیشل سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہواني ----- چیف رپورٹر



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 15 اپریل 2023ء بروز ہفتہ بمناسبت 24 رمضان المبارک 1444ھ، بوقت سے پہر 03:55 بجکر پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَبِ وَالْمُشْرِكُونَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَلِدِينَ فِيهَا طُ اُولَئِكَ هُمُ
شَرُّ الْبَرِيَّةِ ط إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ لَا اُولَئِكَ هُمُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ط

جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتُ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِدِينَ فِيهَا
أَبَدًا ط رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ط

(*) پارہ نمبر ۳۰ سورہ البینۃ آیات نمبر ۶ تا ۸

ترجمہ: بیشک جو لوگ منکر ہوئے اہل کتاب اور مشرک ہو گے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں اس میں، وہ لوگ ہیں سب خلق سے بدتر۔ وہ لوگ جو یقین لائے اور کیے بھلے کام وہ لوگ ہیں سب خلق سے بہتر۔ بدلمہ ان کا ان کے رب کے یہاں باغ ہیں ہمیشہ رہنے کو نیچے بہتی ہیں ان کے نہریں سدار ہیں ان میں ہمیشہ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی، یہ ملتا ہے اس کو جوڑ را اپنے رب سے۔ وَمَا عَمِلْيْنَا إِلَّا إِلَّا بَلَاغٌ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ عَسْمَمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار یار محمد رند صاحب، میر نصیب اللہ خان مری صاحب، میر ضیاء اللہ انگو صاحب، مکھی شام لال صاحب اور جناب ٹائش جانسن صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار عبد الرحمن کھمیران صاحب۔

سردار عبد الرحمن کھمیران (وزیر مواصلات و تعمیرات): شکریہ جناب اسپیکر! میں کل دیکھ رہا تھا قومی اسمبلی میں ان کیسرہ بریفنگ ہوتی ہے اس ملک کے بارے میں لا اے اینڈ آرڈر کے بارے میں، ہمیشہ یہ ہوتا ہے۔ اور کس کو یہ بریفنگ دی جاتی ہے؟ یہ قومی اسمبلی کے اراکان کو۔ تو یہاں میں گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ قومی اسمبلی کے اراکان بھی ووٹ لے کر کے آتے ہیں، منتخب نمائندے ہوتے ہیں، اسی طریقے سے ہم چاروں پانچوں صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں کے نمبران، ہم بھی باضاطہ لوگوں سے ووٹ لیکر آتے ہیں اور عوام کے ہی ووٹوں سے منتخب ہو کے آتے ہیں تو ہمیشہ بریفنگ صرف قومی اسمبلی کی دی جاتی ہے۔ اس میں دو چیزیں ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہم منتخب نمائندے نہیں ہیں کہ ہمیں اعتماد میں نہیں لیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیشہ بریفنگ law enforcing agencies دیتی ہیں۔ اور خاص کر آرمی چیف جس کو ہم سپہ سalar کہتے ہیں۔ ہمیشہ ان کی بریفنگ ہوتی ہے۔ تو میں آج آپ کے توسط سے آپکے Good Office کو مطلب ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ یہ جوان کیسرہ بریفنگ ہوتی ہے کم از کم چار، پانچ اسمبلیاں ہیں ہماری ٹولی۔ جیسے جیوں میں ایک پروگرام آتا ہے ”ایک دن جیو کے نام“۔ تو سال میں ہمارا سپہ سalar ہے، سب کا سپہ سalar ہے خاص کر آرمی چیف۔ پھر اسی طریقے سے نیوں چیف ہے یا ائیر چیف ہے، یہ تین ہمارے جو میجر فورسز ہیں ان کے بڑے ہیں۔ کم از کم سال کے 365 دنوں میں، یہ پانچوں دن، وہی ایک دن جیوا والا، ہم جو ممبران ہیں انکے نام کر کے ہمیں ایک تو ملکی صورتحال پر ان کیسرہ بریفنگ ہو جائیگی۔ اور دوسرا یہ ہے کہ interaction ہو جائیگی، ہم تو دیکھ لیتے ہیں ان کو مختلف فنکشنوں میں لیکن وہ ہمیں فردا فردا شاید جانتے بھی نہیں ہیں۔ اگر سال میں ایک دفعہ بھی یہ سلسلہ تینوں مسلح افواج کے سربراہوں کا ہمارے ساتھ ہو جاتا ہے تو ہم ان کے ساتھ مل بیٹھ کر اپنے علاقے کے مسائل، لا اے اینڈ آرڈر کی صورتحال یا انٹریشنل لیوں پر، ہم تو شاید ٹاٹ کے پڑھے ہوئے ہیں لیکن ہماری ان اسمبلیوں میں بہت قابل ترین لوگ موجود ہیں، چاروں پانچوں اسمبلیوں میں، جن کے پاس مختلف تجویز بھی ہوئی، جن کے پاس علم ہے۔ مثال کے طور پر ہمارے

شناء بلوچ صاحب ہیں وہ study کرتے ہیں۔ اسی طریقے سے بہت ساری خواتین ہیں۔ مطلب، ایک تو ہم ایک دوسرے کو پہنچانیں گے دوسرا یہ ہے کہ یہ جو ہم منتخب ہو کر آتے ہیں کروڑوں لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں، وہ کچھ تجاویز دیتے ہیں اپنے اس ملک کے بارے میں، اس کی سرحدوں کے بارے میں، تو یہ دو، تین چیزیں اسمیں cover ہوئی۔ تو مجھے یہ خیال آیا کہ میں آپ کے توسط سے، اگر آپ کے آفس سے ایک اس قسم کا لیر request کی صورت میں چلا جائے کہ جی ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں۔ تو ہم بھی منتخب نمائندے ہیں۔ جتنا حق قومی اسمبلی کے ایک ممبر کا ہے اتنا ہی حق ہمارا ہے کہ ہمیں بھی ان چیزوں میں اعتماد میں لیا کریں۔ ممکن ہے کہ ہمارے مجھے جیسے ایک آن پڑھ یا جاہل قسم کا، اگر کوئی تجویز دیتا ہے، شاید اُسمیں وزن ہو یا بہت بڑے اسکالر اور پڑھنے لکھے یا well-seasoned لوگ جیسے ہمارے قائد حزب اختلاف میٹھے ہیں ملک سکندر خان صاحب وہ کیل بھی ہیں پارلیمنٹری پنجھی ہے اور ماشاء اللہ دانا بھی ہیں۔ تو اس چیز سے ہٹ کر کہ جی کون اپوزیشن، ٹول لوگوں کو یہ میری تجویز ہے کہ سال میں پانچ دن ہر جو ہمارے سپہ سالار ہیں جتنے بھی تینوں افواج کے، وہ ہمارے ساتھ ایک دن گزار لیں، کھانا ایک دن اکھٹے کھالیں اور ایک دوسرے کو پہنچان لیں، تو یہ ہمارے لئے بہت بڑا آنر ہو گا اور اس ملک کیلئے میرے خیال ہے اچھی تجویز ہوگی۔ باقی دوست اُسمیں اتفاق کرتے ہیں یا نہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار عبدالرحمن کھیتaran۔ جی۔

میر محمد عارف محمد حنی: میں سردار عبدالرحمن کھیتaran کی تائید کرتا ہوں اور تھوڑی سی اگر میں ترمیم کر دوں کہ اگر آرمی چیف کامکن نہیں ہے تو کورکمانڈر اور آئی جی الیف سی یا گر آ کر یہاں بریفنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سلیم کھوہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوہ صاحب: شکریہ کچھ گزارشات تھیں۔ یہاں کابینہ کے دوست موجود ہیں سب سے پہلے تو گزارش یہ ہے جناب اسپیکر صاحب کہ بجٹ آنے والا ہے۔ اور اس بجٹ میں میری گزارش ہو گی حکومت کو اور خاص طور پر کابینہ کے دوستوں کو کہ departmentally بلوچستان کے جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں، وہ تھوڑے سے ہم نے دیکھا ہے کہ کمزور ہوتے جا رہے ہیں، اُس کی وجہ شاید ہم سب ہیں۔ میں اپنے آپ کو بھی اُس میں شامل کرتا ہوں۔ ہم بھی کابینہ کا حصہ رہے ہیں۔ تو ہم نے کوشش کی جو حقیقت ہے کہ پی ایس ڈی پی جتنی بھی بنی ہے۔ ایم پی اے اپنی طرف سے کوشش کریں، نشاندہی کریں، جو علاقے کے اُنکے مسئلے و مسائل ہیں، ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے۔ پھر ایم پی ایز کی زیادہ تر چھوٹی چھوٹی اسکیم ہوتے ہیں کیونکہ مجبوری ہوتی ہے کہ اکے اپنے علاقے کے لحاظ سے چلانا پڑتا ہے۔ تو departmentaly خاص طور پر ایمپلیکیشن، ایگر لیکچر اور سی اینڈ ڈبلیو کی طرف اس طرح توجہ نہیں دی جاتی ہے کیونکہ ایک بڑا junk ایز کی جو

نشاندہی ہوتی ہے اسیں چلا جاتا ہے اس سے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کافی کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں میری گزارش ہوگی اس دفعہ کیبنٹ کے دوستوں سے کہ وہ ضرور اسکی طرف توجہ دیں کوشش کریں کہ departmental یا PSDP cominng میں تاکہ ہمارے لوگ جو خاص طور پر ہمارے علاقے جو فلڈ میں damage ہوئے ہیں اور اسکے علاوہ overall بلوچستان میں بھی بہت ساری ضروریات ہیں وہ اس دفعہ لازمی include کرنی چاہئیں اپنی اس PSDP میں تاکہ ہمارے لوگ جو کیبنٹ کے دوستوں کو یہ گزارش ہوگی کہ اس پر ضرور توجہ دینی چاہے اور اسکے علاوہ جناب اسپیکر صاحب! ایک ڈیپارٹمنٹ ہے پی ڈی ایم اے ہمارے دوست ضیاء صاحب نہیں ہیں اگر ہوتے تو میں بولتا تو شاید اور زیادہ بہتر رہتا لیکن اس سیشن کا شاید آج آخری دن ہے تو میں ضرور بولنا چاہوں گا اس پر کہ پی ڈی ایم اے نے جب کوئی ریلیز ز کرنا ہوتے ہیں فوڈ کے حوالے سے، کچھ اور ایشوز کے حوالے سے، تو ایک بہت بڑی خوبصورت پریس کانفرنس کرتے ہیں ایک بڑی پریس کانفرنس میں دکھایا جاتا ہے کہ بلوچستان میں جو محرومی ہے جو فوڈ کی شارٹج ہے اس کو ختم کر دیا جائے گا۔ لوگ بڑے متوجہ ہوتے ہیں ذمہ دار اگر ہوم منستر بیٹھ کر ایک پریس کانفرنس کرتا ہے یا اسکے علاوہ جو ماشاء اللہ ایک بہت بڑی تعداد میں کوآرڈینیٹر ہیں وہ بھی کبھی آجاتے ہیں اس حوالے سے تو لوگ بڑے attract کرتے ہیں جب آپ ان کو حقیقت میں دیکھتے ہیں تو فوڈ کا یہ حال ہوتا ہے کہ آپ ایک ڈسٹرکٹ میں زیادہ پانچ سوکی تعداد میں فوڈ چلے جاتے ہیں یا ایک ہزار ارب آپ مجھے بتائیں میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کروں صرف صحبت پور کی کہ اُس کی آبادی تقریباً ڈھانی سے تین لاکھ ہے۔ اب تین لاکھ کی آبادی کے لئے پانچ سو ایک ہزار کیاراشن ہے؟ اسی طرح آپ کوئی کو دیکھ لیں اور بہت بڑے بڑے ڈسٹرکٹس میں ان کو دیکھ لیں جن کی تعداد چار چار پانچ پانچ دس دس لاکھ ہے، یا تو اس ڈیپارٹمنٹ کو ختم کر دیا جائے یا کرپشن کا کوئی ذریعہ ہے تو کسی اور طریقے سے کیا جائیں۔ ہمارے لوگوں کو ایک attraction دکھا کر پھر ایک مایوسی کی طرف لے جاتے ہیں ایک تباہی کی طرف لے جاتے ہیں چھوٹے چھوٹے راشن کی طرف بھاگ رہے ہوتے ہیں لوگ ایسے کہ بس میں بتا نہیں سکتے ہوں میں وہ الفاظ یہاں استعمال کرنا بھی نہیں چاہتا ہوں مناسب بھی نہیں ہے۔ تو اس پر میں آپ کی رو لنگ ضرور چاہوں گا اس طرح کا قصہ کریں نہیں۔ اگر آپ کے پاس پیسہ ہے لیکن دوسری طرف ہم پیسے دیکھتے ہیں تو ایک بہت بڑی تعداد میں پیسے ریلیز کئے جاتے ہیں۔ اور پھر اگر ہم فوڈ کی طرف جائیں تو ایک بہت ہی کم نظر آتا ہے۔ اب یہ کہاں گندگی ہے کہاں خرابی ہے اگر ہوم منستر صاحب ہوتے تو اس کو بہتر طریقے سے بتاسکتے۔ تو میں یہ ضرور گزارش کروں گا کہ اس کی طرف ضرور توجہ دی جائے کیونکہ ہمارے لوگ اس وقت بڑی تکلیف میں ہیں۔ خاص طور پر جہاں سے فلڈ گزرا ہے فلڈ کی مشکلات سے آج تک ہم نہیں نکل سکے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! ایک تو کیبنٹ کے دوست یہاں بڑے

ذمہ دار بیٹھے ہیں میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو ضرور دیکھیں اور دوسرا ہمارے دوست زمرک خان بیٹھے ہوئے ہیں تو انکے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ایک ایشو ہے فوڈ کے حوالے سے، دفعہ 144 لگا ہوا ہے گندم کی نقل و حرکت پر۔ عید ہے، اب زمرک خان کے حوالے سے بھی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ اگر ہوم منستر ہوتے تو انکے حوالے سے بھی ہے۔ اب پولیس نے جوانا کا اصل کام ہے کہ وہ اپنے لا اینڈ آرڈر کی صورتحال کو دیکھے۔ اب لا اینڈ آرڈر کی صورتحال کو یک طرفہ نظر انداز کرتے ہوئے پولیس کا صرف یہ دھندرہ رہ گیا ہے کہ وہ علاقے میں within district اگر کوئی بزرگ کسی رکشے میں کوئی پانچ من چار من دس من گندم ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے تو پولیس وہ بھی جانے نہیں دیتی ہے کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے یہ instructions ہیں ہاں اگر آپ نے پیسے تھوڑے دے دیے تو قصہ چل جاتا ہے اگر نہیں دیے تو لوگ ساری رات بیچارے تھانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں even کہ رکشے والوں کے ساتھ بھی یہ زیادتی ہو رہی ہے آیا کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے اس طرح کے instructions ہیں وہ بھی بتا دیں اگر نہیں ہیں تو اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو اسکی باقاعدہ investigation کی جائے میں اپنے ڈسٹرکٹ کی بات کر رہا ہوں باقی ڈسٹرکٹس کا مجھے پتہ نہیں ہے ایک بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے جناب اسپیکر صاحب! مجھے امید ہے کہ زمرک خان ضرور اس کو دیکھیں گے اور سننی سے دیکھیں گے اور بڑی سی اور ایس پی کو یہ اپنے دہنے کے لئے اس طرح کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

میر محمد عارف محمد حسni: سر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔

جناب ڈپلی اسپیکر: وہ معزز رکن بات کر رہے ہیں۔

میر سلیم احمد کھوسہ: میں تھوڑی سی complete کروں میں نے کچھ اور بھی باتیں کرنی ہیں۔ گندم کی میں بات کر رہا ہوں جو آپ لوگوں نے 144 لگایا ہوا within district ہمارا کیونکہ زمینداری علاقے ہے چھوٹے چھوٹے بزرگ ہیں وہ بزرگ بیچارہ ایک سال کا اپنا اسٹاک لے جاتے ہیں اور پورا سال اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں اب یہاں پولیس نے یہ دھندرہ شارٹ کیا ہوا ہے کہ اگر آپ نے پیسے دیئے ابھی پانچ من اور ہاں اگر کوئی سومن ہے کوئی دو سومن ہے کوئی پانچ سومن ہے کوئی ہزار من ہے اور ڈسٹرکٹ آؤٹ ہو رہی ہے تو ضرور آپ اس پر سختی کریں۔ ہم اس کو بالکل کیونکہ ایک بہت بڑا شارٹ فال بھی ہے اس کو بھی ہم face کریں گے۔ کیونکہ بہت سارے لوگوں نے بات کی ہے کہ خاص طور پر گندم شاید صوبے سے بھی نکل رہی ہے۔ تو اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے نہ کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کی طرف اس طرح عذاب ہے۔ یہ مافیا بنے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ جناب اسپیکر صاحب! میں یہاں بات بھی کروں گا تو نہ اس کا کوئی فائدہ ہو گا نہ کوئی ریلیف ملے گا کیونکہ یہ بہت بڑا ایک مافیا ہے آنکل کا۔ اب وہ جو کرتے ہیں وہ کریں ہمارا ان سے لینا دینا نہیں ہے ہمارا تو گلہ پولیس سے ہے کہ آنکل کو پولیس جس پروٹوکول میں ہر ڈسٹرکٹ سے کراس کرتے ہیں،

یہ زیادتی نہ کریں۔ بابا آپ کرتے ہیں کہ ایکیں چھوٹی چھوٹی گاڑیوں میں کراٹیں۔ آپ دس وہیلوں میں میرا ڈسٹرکٹ جو ہے خاص طور پر صحبت پور جو already سیالب سے damage ہوا ہے کھیتران صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آج تک روڈ کے حوالے سے ضرور شروع شروع میں چھاس لاکھ شاید ایک کروڑ rehabilitation کے لئے تھوڑا بہت ملا لیکن آج تک فلڈ کے لئے ہمیں ایک روپیہ تک نہیں ملا۔ ہم نے پانچ سال دس سال پندرہ سال اپنے چھوٹے چھوٹے ایم پی ایز سے کر کر اکے اپنی روڈوں کو اتنا بحال کیا ہوا ہے کہ لوگوں کی آمد و رفت رہے۔ اب یہ مافیا وہاں سے گزر رہے ہیں آپ جا کر میرے پاس ابھی ویڈیو نہیں ہے میں next session میں وہ ویڈیو بھی آپ کے سامنے اور ایوان کے سامنے رکھوں گا کہ روڈ ہمارا بالکل بتاہ کر دیا گیا ہے۔ بھی آپ جو کرتے ہیں کہ ہمارا آپ کا نکے ساتھ لینا دینا نہیں ہے۔ لیکن یہ بڑے بڑے ٹریلرز ہیں کہ کم از کم ہمارے ڈسٹرکٹ سے نہ لے جائیں اور تو اور جس طرح پولیس ہے وہاں اب ایک ڈیپارٹمنٹ ہے ابھی ہوم منٹر صاحب ہوتے تو اور زیادہ بہتر تھا سی ڈی کا کام ہمارے ڈسٹرکٹ میں جو لاءِ اینڈ آرڈر کی صورت حال کو دیکھنے سے اب سی ڈی کے کارندے وہاں ان کو فوکس کیا ہوا ہے کہ آپ کا یہ دھنہ ہے کہ آپ نے پروٹوکول کے ساتھ گاڑیوں کو کراس کرنا ہے۔ آپ نے گندم کو اس طرح کنٹرول کرنا ہے۔ تو یہ سب چیزیں ہورہی ہیں میری گزارش ہو گی اس ایوان سے اور خاص طور پر آپ سے اور حکومت سے کہ خدارا ان چیزوں کوختی سے دیکھیں اور آئی جی بلوچستان سے کہ وہ ذرا اس کو دیکھیں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں آپ کے ڈی پی او صاحبان کیا کر رہے ہیں اور ڈی آئی جی نصیر آباد ڈویژن نئے نئے ہوئے ہیں ان سے میری بات بھی ہوئی ہے ان سے بھی آپ کے توسط سے میری گزارش ہو گی کہ اس طرف ذرا ختنی سے دیکھیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے ایک بار اجنبی کی طرف آتے ہیں پھر آپ لوگوں کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں، آپ سب کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ محترمہ بشری رند صاحبہ! آپ اپنی قرارداد نمبر 150 پیش کریں۔ میں سب کو ٹائم دوں گا جی۔ عارف جان آپ کو، شکلی نوید صاحبہ کو سب کو موقع دوں گا۔ جی میڈم!

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ ایم اینڈ جی اے ڈی): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ہرگاہ کہ گیس حکام کی غفلت کے باعث کوئی شہر اور اس کے مضافات میں آئے دن بغیر اطلاع گیس کی لوڈ شیڈنگ کے باعث گیس کے حادثات رونما ہو رہے ہیں، جس کے باعث سینکڑوں ٹیکتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ حال ہی میں بلوچستان یونیورسٹی شعبہ انگلش کی سابق چیئر پرسن اور ڈین فیکٹری محترمہ ڈاکٹر فاریہ سعید خان بھی گیس کے دھماکے کی وجہ سے بری طرح جلس کر لقمه اجل بن گئیں۔ جس کی وجہ سے عوام سخت مشکلات اور اذیت کا شکار ہیں۔ مزید برآں سوئی گیس کی عدم دستیابی اور کم پریشر کے باوجود گیس کے بھاری بھر کم بلوں نے تو غریب عوام کا جینا محال کر کے رکھ دیا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی اور

حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ کوئی اور اس کے مضادات میں جتنے بھی گیس کے حادثات رونما ہوئے ہیں اور ان کے نتیجے میں جتنے بھی لوگ جاں بحق ہوئے ہیں ان کے لواحقین کو فوری طور پر مالی معافی اور جو زخمی ہوئے ہیں، ان کے علاج معا لج کا فوری بندوبست اور سلو میٹر کے نام پر جو بھاری بھر کم گیس بل بھوائے گئے ہیں ان کو فی الف ختم کرنے کو قیقی بنا کیں تاکہ صوبہ کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 150 پیش ہوئی، admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ ایس اینڈ جی اے ڈی: thank you جناب اسپیکر ہمارے عوام کو ہمیشہ ہم سے یہ گلہ ہوتا ہے کہ ہم ان کی آواز نہیں ہیں ہم یہاں گیس اور بجلی کے issues کو یہاں solve نہیں کرتے ہیں۔ میرے خیال ہے ہم بار بار یہ بتاتے ہیں کہ یہ فیڈرل کام مکملہ ہے اور فیڈرل کو تم درخواست ہی دے سکتے ہیں یا اس فلور پر بار بار ان کو قراردادیں ہی پیش کر سکتے ہیں لیکن اب ایک حد ہوتی ہے ناں وہ حد cross ہو گی ہے عوام اتنے زیادہ ان بلوں سے تنگ آگئے ہیں اور آئے دن یہ جو کپریس گروں میں لگے ہیں مجبوری میں لوگوں نے چھپ کر لگائے ہیں، اُس کی وجہ یہ ہے کہ گیس پر یشنر نہیں ہے گیس نہیں آرہی ہے اب کھانا کھاں سے پکے گایا گھر کے باقی کام کا جو گیس کے بغیر ہو نہیں سکتے۔ تو اُس سے آئے دن خدا خواستہ خوفناک دھماکے ہو رہے ہیں جن میں میں نے ابھی آپ سے ڈاکٹر فاریہ کا ذکر کیا جو ان کے گھر میں اسی طرح کپریس گیس نہیں تھی اور اچانک جب آئی ہے تو اُس سے blast ہوا ہے اور ان کی death ہو گئی وہ بڑی طرح جھلس گئی تھی۔ اس طرح اتنے بے تباہ واقعات آپ کو مہینے میں نظر آئیں گے لوگوں کے گھر تباہ ہو رہے ہیں وہ متاثر ہو رہے ہیں۔ اب یہ خاتون جو تھیں یا اپنے ضعیف parents کو سنبھالتی تھیں ان کی death کے بعد ان کے ضعیف العمر 92 سالہ والد کا کوئی lookafter ہوتا ہے تو آپ بتائیں کہ کیا ان سب کی طرح damage ہوا ہے جیسے bomb blast میں کسی کا گھر damage ہوتا ہے۔ تو آپ بتائیں کہ کیا ان سب کی آواز کون بنے گا؟ یا ان سب کے مسائل کوں حل کرے گا۔ مجھے تو بہت سخت شکایات واپڈ اور گیس دونوں سے ہیں عوام کے لیے اتنے بھاری بھر کم بل بھیج جا رہے ہیں۔ اور وہ گیس آتی کتنی ہے یا بجلی لوڈ شیڈنگ کے بعد آتی کتنی ہے جس پر وہ بل بھیج جا رہے ہیں لاکھوں کے؟ یا تو پھر یہ گیس اور بجلی خاص طور پر گیس کی اگر میں بات کروں تو بلوچستان سے ہی نکلتی ہے اُس کے باوجود گیس کا پریشر ہم دیکھ رہے ہیں۔ تو آخر اس کے اوپر کب تک اس طرح چلتا رہے گا؟ یہاں ان کو بولا کر ان سے ذرا strict اسپیکر صاحب آپ کو اس بار کوئی قدم اٹھانا پڑے گا کیونکہ پوری سر دیاں عوام اسی طرح سے خوار ہو گئی اور ہر کسی کے پاس کراچی پالا ہو ریا وہاں تین مہینے گزارنے کے حالات نہیں ہیں۔ ہر بندہ یہیں اینے گھر میں گزارا کرتا ہے

اور لکڑیاں جلا کر لوگوں نے گزارا کیا ہے پوری سر دیاں اسی طرح گزر گئی ہیں اور اب اس طرح کے حادثات میں جو لوگ زخمی ہوئے ہیں یا جو لوگ فوت ہو گئے ہیں تو انکو compensation کوں دے گا۔ تو فیڈرل کمیٹی بھی بلوچستان کی طرف نہ آنکھیں کھولتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ ہمارے مسائل کو serious لیتا ہے پتہ نہیں کہ ہماری یہ قراردادیں جو ہم پیش کرتے ہیں یہ آواز بن کر عوام کی یہاں بولتے ہیں، وہ ہاں جاتی بھی ہیں کہ نہیں کہ روکی کی ٹوکری میں چلی جاتی ہیں۔ تو آخر بتائیں کہ پھر اس ایوان کا کیا فائدہ ہے؟ ہم سب یہاں بیٹھے ہیں ہمارے اپنے حلقات میں علاقے ہیں ہمسائے ہیں لوگ ہیں اُن سب کو ہم کیا جواب دیں کہ ہم ایوان بالا میں ایسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں ہماری کوئی آواز نہیں ہے ہماری کوئی سننے والا نہیں ہے؟ فیڈرل میں ہماری کوئی سوائی نہیں کوئی رسائی نہیں؟ جتنی بھی سائز ہے تین چار سال میں میرے خیال میں میں نے قراردادیں پیش کی ہیں اُن میں سے وہاں سے ایک کا جواب نہیں آیا۔ تو اس کا تو کوئی ہم لوگوں کو پھر یا تو ہم سب گروپ بنا کر وہاں جائیں اور اپنے مسائل کا وہاں احتجاج کریں کچھ نوٹس دیا جائے یا آپ کچھ ایسی روونگ دیں جس میں یہ تمام چیزوں پر کوئی قدم اٹھایا جاسکے۔ thank you

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر۔ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے یقیناً اہمیت کی حامل قرارداد ہے، گیس کے حوالے سے بارہا ہم نے یہاں قراردادیں بھی پاس کی ہیں، جی ایکم صاحب کو بھی بُلا یا گیا ہے لیکن عمل کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ وہی سلسہ لجاري ہے لوڈ شیدنگ ہے اس ماہ مقدس میں اور بہت سارے واقعات ان سردیوں کے موسم میں ہوئے، جنوری، فروری، مارچ میں یاد ہم بر میں، بہت ساری قیمتی جانیں گئیں، گیس کمپنی کے غیر ذمہ دار انہوں نے اور اچانک لوڈ شیدنگ کی وجہ سے بہت سارے گھر جل کر خاکستر ہو گئے بہت ساری جانیں گئیں۔ ابھی جس طرح ہمارے شعبہ نگاش کی سابق چیئر پرسن اور ڈین ہے فیکٹی محترمہ فاریہ سعید خان صاحب کا انتقال ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! ہائی کورٹ نے بھی ان سے کہا ہے کہ آپ slow meter charges نہیں لگا سکتے۔ میں ابھی اجلاس سے پہلے حاجی غیبی روڈ شالدرہ وہاں ایک فاتحہ کے لیے گیا تھا، پورے حاجی غیبی روڈ شالدرہ، پشتون درہ اس علاقے میں گیس کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔ اور وہ لوگ بیچارے سینڈر پر گزارا کرتے ہیں۔ اور ان کے میٹرز کے دس یونٹ کے نو ہزار روپے میل آئے ہیں۔ اور اب گیس کمپنی نے کیا کیا ہے کہ ایک تو خود گیس کمپنی پر ایکویٹ بن گئی ہے پھر انہوں نے آگے جا کر پر ایکویٹ کنٹریکٹر ٹھیکیڈاروں کو میٹر زدیے ہیں کہ آپ نے اس علاقے کے میٹرز اٹارنے ہیں نئے میٹرز لگانے ہیں میٹر زچیک کرنے ہیں اُس پر بھی وہ ڈھائی ہزار روپے لیتے ہیں۔ تو اب علاقوں میں پر ایکویٹ کنٹریکٹر زاور گھر کے مالکان کے درمیان جھگڑے شروع ہو گئے ہیں اور کچھ ویڈیو بھی واڑل ہو گئیں۔ اب آپ خود سمجھ لیں جس گھر کا میٹر دس یونٹ چلا ہے وہاں گیس نام کی

کوئی چیز موجود نہیں ہے پھر آپ اُسے آٹھ ہزار کابل بھیجتے ہیں۔ میرے اپنے حلقتے میں میرے اپنے محلے میں سب گھروں کو یکساں 9,9 ہزار روپے انہوں نے بھیجے۔ اور وہاں گیس ہوتی نہیں ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ جو طریقہ کار ہے یہ بڑا خطرناک ہے۔ اس حوالے سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ پہلا یہ جو ہلا کتیں ہوئی ہیں، لوگ گیس کی وجہ سے، ان تمام کی FIR گیس کمپنی کے خلاف chalk ہونی چاہیے۔ دوسری بات یہ جو لوگ بیچارے مرے گیس کی وجہ سے ان گیس کمپنی معاوضہ ادا کرے۔ جس طرح حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جو ہڈشٹرکر دی میں مر جاتے ہیں، شہید ہوتے ہیں یا پولیس والے یا عام لوگ انکی بیوہ کو، انکے تیموں کو ایک معقول سی رقم دی جاتی ہے تو گیس حکام کو بھی پابند کیا جائے کہ جو لوگ گیس سے مرے ہیں انکے تیموں کو ادا کرے۔ دوسرا جو slow meter charges وہ لگار ہے ہیں وہ غیر قانونی ہے ہائی کورٹ نے بھی بند کیا ہے وہ فوری طور پر ختم کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جن جن علاقوں میں انہوں نے یکساں بل بھیجے ہیں 9,9 ہزار روپے وہ فوری طور پر واپس لے لیں اور جتنا میٹر چلا ہے اگر 10 یونٹ چلا ہے تو اُس کو 10 یونٹ کابل بھیجنا چاہیے۔ میٹر چلا ہے 2 یونٹ، 5 یونٹ اور مل 5 ہزار، 9 ہزار 10 ہزار روپے تو یہ میری تجوادیز ہیں کمپنی والوں کو آپ بُلا لیں اور یہ جو تجوادیز ہیں ان پر عمل ہونا چاہیے۔ میں اس قرارداد کی بھرپورتائی اور حمایت کرتا ہوں—thank you

میر محمد عارف محمد حسنی: جناب اسپیکر! لوگوں نے ایک شکایت کی ہے لوگ بتا رہے تھے مجھے کہ جی پہلے ایک بل میں آتا تھا slow charges کا، تو وہ لوگ ہائی کورٹ چلے گئے کہ جی یہ slow charges کا آپ لوگوں نے بل میں کیوں رکھا ہوا ہے؟ تو انہوں نے وہ ابھی ختم کر دیا اور اُس کی جگہ انہوں نے رکھا ہے survey charges تو میں record میں لانا چاہ رہا تھا slow charges کو ختم کر کے survey charges مکھے کو خود ہی جا کر survey کرنا چاہیے دیکھنا چاہیے مگر اُس کا بھی charges عوام سے لے رہے ہیں۔ اُس کے علاوہ لوگ ایک شکایت کر رہے ہیں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ جی ہم وہاں جب یہ آتے ہیں میٹر ہمارے لیجاتے ہیں کہ جی ہم نے check کرنا ہے، آپ لوگوں نے اسیں کوئی گڑ بڑا تو نہیں کی ہے اسیں ہونا یہ چاہیے کہ جو بھی صارف ہو، جب یہ کھولتے ہیں میٹر تو اُس کو موجود ہونا چاہیے، صارف موجود نہیں ہوتے، 100 میٹر سے 90 اگر درست ہے۔ تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ جی انہوں نے کوئی گڑ بڑی کی ہے 90 میٹر صحیح ہوتے ہیں اور 10% جو خراب ہوتے ہیں مگر وہ 90 بھی خراب والے کھاتے میں ڈال لیتے ہیں۔ سر! یہ اسمبلی کے ریکارڈ میں لانا تھا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ اسی قرارداد پر بات کریں گے اختر حسین صاحب؟ جی آپ بات کریں پھر اُس کے بعد میڈم بات کریں گی۔

میر اختر حسین لانگو: بہت شکریہ جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! اس وقت جیسے میڈم کی جو یہ قرارداد ہے اس میں میرے

خیال سے سب سے زیادہ effect بھی کوئی نہیں ہے اور کیونکہ گیس مل بھی صرف کوئی نہیں کوہی رہی ہے جس کے ساتھ بلوچستان سے 1952ء میں گیس دریافت ہوئی ہے اور 1953ء سے پورے پاکستان کو سوئی سے گیس supply ہو رہی ہے۔ سب سے آخر میں کوئی شہر کو ملی اور بلوچستان کا واحد شہر ہے جس میں اکثریت تک آپ کہہ دیں کہ گیس کا network مکمل ہے یہاں پر یہاں کا issue اکثر ہوتا رہتا ہے، لیکن اگر ملی بھی صحیح معنوں میں وہ صرف کوئی شہر ہی کو ملی ہے۔ اس کے علاوہ قلات تک پائپ لائن تو لے کر کے گئے ہیں لیکن آج تک قلات والوں کو گیس نہ ملی ہے اور نہ انہوں نے گیس سے استفادہ کیا ہے۔ یہی حال مستونگ اور ھڈ گوچ والوں کا ہے یہ ساتھ ہی پشین ہے وہاں بھی پائپ لائن تو انہوں نے ڈال دی ہے لوگوں کے دکھانے کے لئے کہ گیس پہنچ چکی ہے۔ پشین کے لوگ گواہ ہوں گے کہ پشین میں کتنے فیصد لوگوں کو گیس میسر ہے اسی طرح زیارت کو انہوں نے گیس دی ہے میرے خیال میں زیارت کے عوام گیس کے نام سے ہی واقف نہیں ہیں نہ اسکے استعمال کے طریقہ کار سے واقف ہو چکے ہیں اتنے سالوں میں تو جناب والا! لے دے کے جو گیس کی سہولت ہے وہ صرف اور صرف کوئی نہیں اور پورے پاکستان کی ضرورت ہے تو پچھلے 1953ء سے ہم پورے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ہمارا جو کپٹل ہے کوئی نہیں اسکی ضروریات بھی آج کمپنی سے پوری نہیں ہو رہی ہیں اور اس سے پہلے جناب والا! جب کیس ہائی کورٹ میں چلا گیا ہائی کورٹ کی decision آئی۔ اس سے پہلے انہوں نے جرمانوں کا ایک سلسلہ ہم پر شروع کیا ہر دو مہینے بعد گھروں کے میٹر زٹھا کے لے گئے لیبارٹری کر کے انکو tamper کر کے 25,25 ہزار روپے لوگوں سے جنمانے کی مدد میں وصول کرنا، اس کے بعد جب یہی معاملہ کافی شرشور ہوا، اور اسمبلی میں بھی ہم دوستوں نے اس پر کافی بحث مباحثے کی پھر جب انکی بے ایمانیاں پکڑی بھی گئیں ہم نے ثابت بھی کر کے دی اُنکے اپنے office پھر انہوں نے وہ لیبارٹری والا اور میٹر change والا معاملہ انہوں نے چھوڑ دیا پھر slow meter charges کر کے مثلاً انہوں نے ڈاکے مارنا ڈاکہ زندگی انہوں نے بند نہیں کی ہے صرف اُس کے نام تبدیل کرتے آ رہے ہیں اور طریقہ کار بدلتے آ رہے ہیں۔ تو اس کے حوالے سے ہم اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اور انکو جناب والا! ہم نے پچھلی مرتبہ بھی اسی فلور پر میں نے یہ کہا تھا کہ پچھلے چار سالوں میں اگر ہم انکو بلا نے کا طریقہ کار یا جو GM ہے یا جو انکا provincial setup ہے اُسکو میرے خیال سے ہم کوئی 20 دفعہ تو بلا چکے ہیں اس ہاؤس میں۔ 20 دفعہ انہوں نے یہاں ہمیں یقین دہانی بھی کروائی ہے۔ جناب والا! اب انکو بلا نے والا معاملہ یہ ڈرامے بازی اب انکو بھی پتہ ہے کہ ابھی انہوں نے کرنا کچھ نہیں ہے زیادہ زیادہ ہمیں ایک دن ہمیں ہملا کے چار MPA صاحبان ہمارے سامنے چار باتیں رکھیں گے چارے ہیلا کے ہمیں واپس بھیج دیں گے لہذا اس سے اب انکو چیزیں سمجھ آگئی ہیں کہ ہوتا کیا ہے

اسمبلی میں بُلانے کے بعد، اس لئے وہ ابھی آنے کیلئے بھی تیار ہیں اور آپ کے مسئلے کے حل کیلئے کوئی سمجھیگی اُنکے پاس نہیں ہے۔ اس لئے ایک کمیٹی بنالیں اس میں سر جوڑ کے بیٹھ جائیں ایک ایسا طریقہ کاربنالیں تاکہ ہم وفاق سے لیکر صوبے تک ہم انکو پابند کر سکیں کہ ہمارے لوگوں کی جو مشکلات ہیں اور خصوصاً گیس بھی ان علاقوں کو دی گئی ہے جو سر در تین علاقے ہیں جیسے کوئی، قلات، زیارت اور پیشین۔ ابھی یہاں گیس ہم جو استعمال کرتے ہیں، ہم survival کیلئے استعمال کرتے ہیں ضرورت کیلئے نہیں کرتے۔ یہاں بھی انکارو یہ ہمارے ساتھ ہی ہے تو اس کا بہتر یہ ہے کہ میرے خیال سے کوئی کمیٹی بنالیں اور وفاقی اسکی جو منشیری ہے اُس کو اونکو سوئی کی، چونکہ اب یہ پرانی یوئیا نز کر دی ہے انہوں نے دوست کہہ رہے تھے کمپنی بن گئی ہے تو منشیری اور کمپنی دونوں کو اکٹھا کر کے ہم اپنے مسئلے کا کوئی حل ان سے مانگ لیں اور ان سے کوئی مسئلہ کا حل نکال لیں۔ تو انہی الفاظ کے ساتھ جناب والا! ہم اس قرارداد کی حمایت کا اعلان کرتے ہیں۔ شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ اختر حسین لاگو صاحب۔ جی میڈم شکلیل نوید صاحبہ۔

محترمہ شکلیل نوید قاضی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! میں قرارداد نمبر 150 کی کامل حمایت کرتی ہوں اور جس طرح میری بہن نے فرمایا کہ اس گیس کمپنی کی غفلت کی وجہ سے جس طرح کئی جانیں ضائع ہوئی ہیں، کئی دھماکے ہوئے ہیں اب ان سر دیوں میں آپ کے سامنے کتنے گھر تباہ ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ ساری کی ساری ذمہ داری گیس کمپنی کو ہی جاتی ہے اور باقی آپ کے سامنے اسی زرغون روڈ کی دوبارہ کھدائی کی کوئی ڈیڑھ دو مہینے پہلے پورے کوئی میں گیس کی اتنی smell تھی کہ لوگوں کے گھروں میں smell تھی جناب اسپیکر صاحب! اُس میں شہباز ٹاؤن، جناح ٹاؤن، ہمارا یہ MPA lodges یعنی اتنی زیادہ smell آپ کو یہ لگ رہا تھا کہ leakage آپ کے گھر میں کہیں نہ کہیں ہے لیکن غفلت SSGC کی۔ کمپنی کو جس نے بھی فون کیا انکا فون نمبر busy جا رہا تھا انہوں نے اُس complaint کو نہیں دیکھا کہ پورے کوئی میں کس چیز کی اس حد تک smell ہے۔ اور جہاں تک میرے بھائیوں نے بات کی کہ یہ جو survey charges انہوں نے start کیا ہے جناب اسپیکر! اس کو دیکھنا چاہیے کہ آئے دن آکے میٹراتار کے لیجاتے ہیں اور survey charges آج کل لگائے جا رہے ہیں۔ ہر جگہ ایک نئی دکان گھر جاتی ہے۔ ایک تو نئے میٹر زپ ban کیں گے آپ کے، میرے خیال سب کے knowledge میں ہو گا کہ کہیں پر بھی نئے میٹر زکی application کمپنی نہیں لے رہی ہے۔ یہاں بلوچستان میں ہم اپنے لئے اپنے گھروں میں نئے میٹر نہیں لگا سکتے۔ لیکن بلوچستان سے باہر لوگوں کو گیس بھی ہم مہیا کر رہے ہیں فیڈرل اگر بات نہیں سنتا تو اس کا بس کمکمل ایک راستہ یہ ہونا چاہیے کہ ایک پنج پر ہونا چاہیے، جتنے بھی باقی صوبے ہیں انکو گیس کی سپلائی بلوچستان سے بند کر دی جائے۔ اگر ہماری سنواری نہیں ہوتی تو بس اس کا کوئی حل نکل سکتا ہے۔

نہیں۔ اور بالکل میں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میدم۔ جی ملک نصیر صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آج جو قرارداد اس ایوان میں آئی ہے اس کی میں پھر پور حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں اکثر جب سر دیاں شروع ہو جاتی ہیں تو اس ایوان میں گیس کے حوالے سے روزانہ بحث بھی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی وقتاً فوقتاً ان کے جوادارے کے ذمہ داران ہیں وہ یہاں آ جاتے ہیں لیکن اس گیس کا مسئلہ آج تک بلوجستان میں حل ہوا ہی نہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک طرف تو جس طرح دوستوں نے کہا اس سے حادثات بھی ہوتے ہیں لوگ بھی مرتے ہیں اور خصوصاً سردیوں میں جب اس کا پریشر بہت کم ہوتا ہے تو سردی جب زیادہ ہوتی ہے تو اکثر لوگ ہیٹر جلا کر ہی سو جاتے ہیں اور جب آسیجن کم ہو جاتا ہے یا کبھی کبھار اس طرح بھی ہو جاتا ہے کہ گیس چلی جاتی ہے اسی دوران بہت ساری اموات ہو جاتی ہیں۔ اور جس طرح آج قرارداد کے حوالے سے ڈاکٹر فاریہ سعید جو ایک پروفیسر تھی وہ جس طرح اس گیس کے دھماکے کی وجہ سے جلس گئی اور انکی موت واقع ہوئی۔ اسی طرح بلوجستان کے جن چار پانچ علاقوں میں جس طرح اختیار حسین نے کہا کہ گیس جہاں گئی ہے پائپ لائن structure تو وہاں موجود ہے لیکن زیارت جیسے علاقے میں بھی سردیوں میں گیس نہیں ہے، قلات جیسے سرد علاقے میں وہاں کروڑوں نہیں اربوں روپے خرچ کر کے وہاں پائپ لائن پہنچانی گئی۔ لیکن آج تک گیس وہاں لوگوں کو سردیوں میں نصیب نہیں ہوئی۔ زیارت اور قلات میں تو اس purpose کے حوالے سے گیس پہنچانی گئی کہ یہاں صنوبر کے جنگلات ہیں اور لوگ جنگلات کاٹ رہے ہیں جو کہ ایک قیمتی اثاثہ ہے اس ملک اور اس صوبے کے اس لیے وہاں گیس پہنچانی ہے۔ لیکن وہاں بھی لوگ گیس کی اس نعمت سے محروم ہیں۔ بلوجستان جو پچاس کی دہائی میں یہ گیس سوئی کے مقام پر دریافت ہوئی اور یہ جا کر 1980ء کی دہائی میں بلوجستان میں صرف کوئی نصیب ہوئی پہلے کوئی نہیں اس کے بعد مضافات میں۔ آج بھی بہت سارے علاقوں میں گیس نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! گیس کے بل دینے والوں کا حال بھی یہی ہے جو خاص علاقے ہیں جہاں لوگوں سے billing ہوتی ہے اس پر پھر یہ تمام charges کو چھوڑ کر میں ابھی آپ کو MPA lodges کی مثال دیتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! جس فلیٹ میں کبھی کبھار بیٹھتے ہیں، فلیٹ نمبر E3 وہاں پورے سال میں دس ہزار، آٹھ ہزار، پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوا۔ ایک مہینہ اچانک ابھی بھی میرے پاس سیکرٹری صاحب کا لیٹر ہے نوٹس کہ اس 74 ہزار روپے کو جمع کریں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! کہ سردی تو تقریباً تین چار، پانچ، چھ مہینے جاری رہتی ہے یا ایک مہینہ اچانک یہ پانچ ہزار، چھ ہزار سے بڑھ کے 74 ہزار تک کیسے پہنچ جاتا ہے۔ ان سے کوئی پوچھا جائے یہ تو نہیں ہے کہ نوٹس دے کر کہ غلط ملط جس طرح بھی ہو آپ اس کو جمع کریں۔ ان سے پوچھا تو

جائز reading کے لیے میں نے آج تک کسی گیس کے الہکار کو نہیں دیکھا پھر وہ میٹر آپ کی گیس وہی کمرے تو سر یہاں central heating system گیس کا کوئی وہ ہم جلاتے نہیں ہیں۔ اس system کے اندر وہی صرف گیز رجلتا ہے اس کے علاوہ اس heating system کے اندر بجلی اور گیس کا جو مشترک استعمال ہوتا ہے وہی آنے چاہئیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ جناب اپنے صاحب! یہ اچانک پدرہ گناہ، میں گناہ، دس گناہ کیوں اس طرح سے بنگ کی جاتی ہے۔ جو اکثر جب اُن کو آپ شکایت کریں تو وہاں جا کے پتہ چلتا ہے کہ غلطی سے ایسا ہوا ہے لیکن پھر جب آپ اس کو system سے نکالیں گے آپ اپنے جوروٹین کی گیس چار جز ہیں آپ جمع کریں دس ہزار، پانچ ہزار لیکن یہ 80 ہزار، 90 ہزار اتنا بڑھ جاتا ہے کہ پھر کسی کے بس میں نہیں ہے کہ آپ اس چار جز کو ختم کر دیں۔ جناب اپنے صاحب یہ ان کا ڈرامہ ہے یہ ان کا سسٹم ہے ان کو پتہ ہوتا ہے یہ خواخواہ ہر ہفتہ دس دن کے بعد اسی ادارے میں کسی آٹھ، دس لا جز پر اس طرح کے اضافی چار جز لگاتے ہیں۔ یا کہنے کے اندر یا سٹی کے اندر یا وہ ادارے جہاں سیکرٹریٹ ہے جہاں دینے والے میں اُن پر اس طرح کے چار جز لگا کر جناب اپنے صاحب! یہ وصول کرتے ہیں۔ آپ کی سربراہی میں جناب اپنے صاحب! جو کمیٹی بنائی یہاں جی ایم گیس کو تو چھوڑ دیہاں ووسرے لوگوں کو تو چھوڑ دہم نے تو منظر سے ملاقات کی اور آپ کی سربراہی میں وہاں سے بھی کچھ نہیں ہوا۔ جناب اپنے صاحب! آج ملک کے لیے جو قانون ہے وہ بلوچستان کے لیے بھی انہوں نے وہی سلسلہ رکھا ہے۔ یہاں ٹپر پیچ minus پندرہ سولہ تک چلا جاتا ہے اور لوگ اگر یہاں گیس استعمال نہ کریں سرد یوں میں تو وہ زندگی نہیں گزار سکتے۔ خاص کر سوراب سے لے کر قلعہ عبداللہ چن تک یہ علاقے اگر گیس استعمال نہ کریں تو یہ مر جاتے ہیں یا لکڑی یا اینڈھن کا استعمال یہاں زندگی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایسے علاقوں میں بھی گیس کی آج نئے connection بند ہے، نئے علاقوں کو گیس دینا بند ہے میٹر بند ہے اگر ملک کے دیگر علاقوں میں جہاں 1980ء کے بعد آج مری کے پہاڑوں میں بھی گیس پہنچ چکی ہے۔ بدقتی یہ ہے کہ 90,80 فیصد بلوچستان میں ابھی تک گیس نہیں ہے۔ تو ہمارے لیے قانون کیوں کہ ہم آج یہ suffer کریں ہمارے علاقوں میں تو اب گیس کی پائپ لائیں بچھانی چاہئیں جن لوگوں کی ضرورت ہے اُن کو دینی چاہیے۔ اور جہاں یہ پائپ لائیں ہیں جن کو گیس دے چکے ہیں کم از کم اُن کو اگر وہ پریشر کے ساتھ گیس مل جاتی تو یہ واقعات نہیں ہوتے لوگوں کے جب کمرے گرم ہو جاتے اُس کے بعد وہ خود بخود اپنے پیٹر بند کر دیتے۔ پیٹر اتنے کم جلتے ہیں جناب اپنے صاحب! کہ بمشکل آپ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارا کمرہ سرد یوں میں گرم رہے تو وہ ایسے ہی ہیٹر کے سامنے سوکر کبھی بچے بچیاں پوری فیملی ان واقعات کا شکار ہوتی ہے۔ میں بھی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور اس میں جو ڈاکٹر فاریہ سعید ہے، اس طرح کی کمی اموات ہو جکی ہیں جن کے نام نہیں وہ بے نام ہیں۔ وہ کسی بھی گھرانے سے تعلق رکھتا ہو تو میں کہتا ہوں کہ ان کے خلاف جس طرح

نصراللہ زیرے نے کہا کہ ان کے خلاف FIR بھی ہونی چاہیے۔ اور جو اموات ہوتی ہیں ان کو کم از کم اتنی compensation ملنی چاہیے جس طرح خصوصی طور پر جو خاص موقع پر جب پولیس والے شہید ہوتے ہیں یا دوسرے تو میں کہتا ہوں کہ پھر اس سے گیس کمپنی کی غفلت کم سے کم ہو جائے گی۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی میڈم زبیدہ خیرخواہ صاحبہ!

محترمہ زبیدہ خیرخواہ: شکریہ جناب اسپیکر! گیس کے حوالے سے میڈم بشری جو قرارداد لائی ہیں میں اس کی حمایت کرتی ہوں۔ جناب اسپیکر! ہمارے نواں کلی میں تو سردیوں میں گیس ہی نہیں ہے۔ ہر سال ہماری گیس کا یہی حال ہے گیس بالکل نہیں ہے۔ اور لکڑی بھی مہنگی ہے سارے غریب لوگ رہتے ہیں گیس بھی غائب ہو جاتی ہے لوگ حیران اور پریشان رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح ہند اور ڈک کے حوالے سے میں بات کرنا چاہوں گی ایک سیالاب آیا ان کے گھر ہہا کے لے گئے ادھر سے یہ لوگ اتنے بل بھوار ہے ہیں جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کی پھر پور حمایت کرتی ہوں اور ہم سب کو چاہیے کہ ہم اس کے خلاف احتجاج کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈم۔ جی آغا صاحب!

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔ قرارداد نمبر 150 جو کہ محترمہ بشری رند صاحبہ کی طرف سے ٹیبل کی گئی ہے۔ میں اپنی طرف سے اپنی جماعت کی طرف سے اس کی پھر پور حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ رمضان المبارک سے ایک دو ہفتے قبل بلوچستان اسمبلی کے ممبران پر مشتمل ایک high level delegation اسلام آباد گیا جس میں آپ بھی شامل تھے، جناب ملک سندر صاحب بھی اُس وفد کا حصہ تھے، ملک نصیر صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے، اور جناب نصراللہ خان زیرے ہمارے ساتھ اُس سفر میں شامل تھے، باقی نصیر اللہ مری صاحب، جناب وزیر خزانہ نجیم زمرک خان صاحب، ایک بہت بھاری بھر کم وفد وہاں گیا۔ وہاں وزراء سے ہماری ملاقاتیں ہوئیں اور وزراء نے جناب مصدق ملک صاحب وہ آن لائن تھے اجلاس میں اور جناب خواجہ آصف صاحب، اور بجلی و توانائی کے منسٹر خرم دشیر صاحب وفاق کی طرف سے نمائندگی کر رہے تھے۔ بہر حال میں تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا، رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مختصر جو issue ہے اُس پر بات کی جائے۔ تو اُس اجلاس میں وفاقی وزراء نے ہمارے وفد کو یہ یقین دہانی کروائی کہ ہم انشاء اللہ بلوچستان آئیں گے کوئی میں ہم وزراء آ کر آپ سے ملیں گے اور پھر وہاں مل بیٹھ کر بجلی اور گیس کے حوالے سے بھی جو مشکلات ہیں بلوچستان میں ان کو discuss بھی کریں گے اور ان کو حل کرنے کے لیے باقاعدہ عملی اقدامات کیے جائیں گے۔ تقریباً دو مہینے سے اوپر کا عرصہ ہو گیا ہے۔ نہ تو منظر ز آئے، نہ ہماری کوئی شنوائی ہوئی۔ نہ ہمارے status کا لاحاظ رکھا گیا۔ جو مسائل تھے بھائے

اسکے کوہ کم ہوتے، بجائے اس کے کوہ حل ہوتے، وہ مسائل جو دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور جناب اسپیکر! گیس کا مسئلہ ہو بھلی کا مسئلہ ہو آپ بھی مجھے میدم شکلیں دھوار صاحبہ تاریخی تھیں کہ ہمارے جولا جز ہیں، اُس کے اتنے بھاری بل آرہے ہیں بھلی کے، متر معاہدی بھی تاریخی تھی کہ اس مہینے کا میراقفریباً اٹھارہ ہزار کابل اب آپ اندازہ لگائیں ہمارے فلیٹ میں تقریباً تین کمرے ہیں ان میں ہم کتنے بلب جلاتے ہوئے، لیکن آپ بھلی کو اور پھر جو بھلی کی لوڈ شیڈنگ ہے اُس کا حساب لگائیں اور ان کے جو اوپر سے بل بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ یہ میں نہیں ہے یہ عذاب ہے۔ ان کی طرف سے جو عذاب نازل کیا جا رہا ہے آپ اندازہ لگائیں کہ ایک آدمی جو پندرہ، بیس یا کچھیں ہزار روپے تنواہ لیتا ہے اس پر آخر کیا گزرتی ہو گی بھلی اور گیس کے اتنے بھاری بھر کم بل آتے ہیں تو بلوچستان کے لوگ کہاں جائیں۔ جہاں تک میرے اپنے ضلع پشین کا تعلق ہے پشین میں اس وقت نہ تو آپ کو وہاں بھلی ملے گی نہ گیس، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اس میں بھی حکومت نے یہ بات کہی تھی کہ سحری اور افطاری کے وقت لوڈ شیڈنگ نہیں ہو گی۔ لیکن اس کے باوجود جب ہم روزہ کھول رہے ہوتے ہیں یا ہم سحری کھارہ ہے ہوتے ہیں، بھلی ناپید گیس ناپید پتا نہیں ہمارے ساتھ یہ ظلم کیوں ہو رہا ہے۔ بلوچستان کے حقوق پر جو ڈاکہ مارا جا رہا ہے، بلوچستان میں اس وقت جو حساس محرومی پائی جاتی ہے۔ اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے وسائل سے محروم ہیں۔ گیس بلوچستان سے نکلتی ہے لیکن گیس کے حوالے سے جتنے نقصانات چاہے جانی ہوں، مالی ہوں بلوچستان کو ہو رہے ہیں شاید باقی صوبوں میں نہ ہوں۔ تو آپ کی good chair کی طرف سے جناب اسپیکر! ایک روونگ آنی چاہیے ہم بارہا گیس والوں سے بھی مل چکے ہیں، slow میٹر کو آپ دیکھ لیجئے slow میٹر کا نام تبدیل کر کے survey charges رکھ دیا گیا ہے۔ اب نام کے بدلنے سے میرے خیال میں مسئلہ حل نہیں ہو گا مسئلہ اور بھی بڑھے گا۔ مسائل کو اگر آپ حل نہیں کریں گے تو لوگوں میں تشویش پیدا ہو گی کہ بلوچستان کو اس کے حقوق نہیں دیے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: اس لیے جناب اسپیکر آپ کے good chair کی طرف سے روونگ آنی چاہیے اور ان مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر عوام کی دکھ درکو عوام کے تکالیف کو دور کرنے کے لیے امالی قدامات کیے جائیں بڑی مہربانی جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سید عزیز اللہ آغا صاحب، جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

امینیٹر زمرک خان اچکزئی (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم شکریہ جناب اسپیکر صاحب قرارداد تو حقیقت میں بہت اہم قرارداد ہے لیکن میں مختصرًا چار بیاناتیں کروں گا۔ پندرہ سال تو میرے اس پارلیمنٹ میں ہوئے ہیں۔ اس 15

سال میں میرے خیال سے کوئی ایسا session جس میں کم و بیش میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ گیس اور بجلی کے حوالے سے ہم اس پر بات نہ کی ہو۔ سارے مسائل جتنے بھی تھے دوستوں نے اُس کو بیان کیا میٹر slow ہے مل زیادہ آتا ہے فلاں ہے اموات ہوتے ہیں۔ ابھی اس پارلیمان کی کیا حیثیت ہے ہم پارلیمان کب تک یہ قرارداد پیش کرتے رہیں گے۔ کتنی قرارداد 15 سال میں پیش ہوئی ہیں اگر ہم حساب لگائیں تو سینکڑوں سے زیادہ قرارداد ہیں اور آج تک اُس پر کوئی عمل درآمد ہوا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب کوئی آپ کا سنتا نہیں ہے۔ نہ کسی قرارداد پر آج تک نہیں بجلی کا ہو گیں کہ ہو، وفاق سے جتنے بھی معاملات ہمارے وہاں پر پڑے ہوئے ہیں کسپر آج تک یہ نہیں کہا گیا کہ جی اس قرارداد کو اٹھالیں آج بلوچستان اسمبلی نے ایک بہت اہم قرارداد پیش کیا ہے اُس پر ہم بات کرتے ہیں۔ نہیں ہوا ہے۔ اور جتنی بھی ہماری کمیٹیاں بنی ہیں دوستوں نے کہا ہم وہاں اسلام آباد جا کے چکر لگاتے رہے مختلف چیزوں کا مختلف مسائل کو منظر رکھے وہاں کے وزارتوں سے وہاں کے وزریوں سے ملتے ہیں لیکن آج تک کسی پر بھی عمل نہیں ہوا ہے۔ یہ پارلیمان ایک اہمیت رکھتی ہے یہ پارلیمان منتخب نمائندے یہاں پر بیٹھے ہوئے ان کی کیا حیثیت ہے ہم نے آج تک کتنا پہنچ جو ہے اپنے حقوق وفاق سے حاصل کئے ہیں۔ آپ گیس کو چھوڑ دیں آپ اپنے جتنا بھی ہم نے پچھلے سیشن میں نے بہت تفصیلی اُس پر بات کی میں اُس کی طرف نہیں جانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جی ہمارے source بھی سے لکھتا ہے گیس کا source بھی یہاں پر ہے۔ آپ کا یہاں سے گیس لکھتا بھی بلوچستان سے سوئی سدرن گیس ہے پی پی ایل ہے کیا ہم ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں ہم صرف یہ کاغذ پر پیش کرتے ہیں جی کبھی میدم پیش کرتی ہے زمرک، کبھی زیرے صاحب کبھی اختر حسین لاگو صاحب کبھی حاجی صاحب یہ سارے ہمارے دوست پیش کرتے ہیں ہم بس ایک کاغذ تک محمد درہتے ہیں اس طرح مسئلہ حل نہیں ہوتے ہیں۔ اٹھارویں ترمیم کے تحت میں اپنا حق حاصل ہوا ہے ہم ہر چیز کا اپنا حق بات کر سکتے ہیں ہمارا کمپنی کے خلاف ہر وفاقی، اُس محکمہ کے خلاف جو ہمیں حق نہیں دیتا ہے۔ میں آپ کو ایک محض سا بتاتا ہوں، ایک دوسرا سیشن آئے گا اُس میں پھر یہ قرارداد آئے گی۔ پھر تیسرا سیشن آئے گا اُس میں بجلی کے خلاف قرارداد آئے گی جی ہمارے بجلی ابھی آپ کے حاجی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ابھی بجلی کا سیزن شروع ہو رہا ہے ابھی آپ کی بجلی بند ہو گئی ابھی زین داروں پر کیا گزرے گا اور پھر ہم قرارداد لائیں گے کہ جی ہمیں بجلی نہیں مل رہی ہے۔ میں آپ کو محض ابتداء و ہم سب بیٹھ کے ایک کمٹی اگر ہم خود کتنا ہست نہیں کر سکتے اپنا حق نہیں لے سکتے ہیں تو کم از کم عدالت کا دروازہ تو ٹھکھٹا لیں، ہائی کورٹ تک تو ہم جائیں کہ جی ایم 5، 6، 10، 15، 20 ممبرز، 20 ممبران و محکموں کے خلاف تو ایک ہم اپنا case بنا کر پیش کریں کہ جی یہ ہمارے حق ہیں ہمیں نہیں دے رہے ہیں۔ کیا ہمیں اٹھارہویں ترمیم کے تحت حق حاصل نہیں ہے؟ اس پر ہمارا اختیار ہونا چاہیے۔ چلو اگر وہاں پر بیٹھا ہوا سے دفتر کرایجی میں بیٹھا ہوا ہے ان

کا دفتر کراچی میں ہے اب اگر ہمیں جانا بھی ہوا تو کراچی جائیں گے۔ کیوں کہ پی پی ایل اور سوئی سدرن گیس یا جوان کی گیس جو میں ہیڈ آفس ہے وہ کراچی میں یا اُس کے بعد اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں اب ہم ان کی طرف جائیں گے گیس یہاں سے نکلتا ہے بیٹھے وہاں پر ہے بھائی پہلے تو آپ یہاں پر اپنا مرکزی دفتر یہاں پر بنالیں پھر اُس کے بعد ہم آپ کے ساتھ مذاکرات بھی کریں گے اگر مذاکرات میں کوئی پیشافت نہیں ہوتی ہے تو میں آپ کو آخری ایک حل بتاتا ہوں یا تو ہمیں اٹھ کر کھڑا ہونا چاہیے ہر ایک یہ جو پارلیمان ہے 65 ممبر زمززار کین یہ پورا بلوچستان ہے یہ ایک اہمیت رکھتا ہے یا تو ہمیں جا کے ہائی کورٹ میں اپنا کیس کرنا چاہیے ہائی کورٹ کے بعد پھر ہمارا بڑا عدالت جو ہے وہ سپریم کورٹ ہے۔ ہم نے وہاں وہ دروازہ کھٹکھانا ہے کہ جی ہمیں حق نہیں مل رہا ہے ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے کبھی انہوں نے کچھ سوچا ہے یہ تو بل collect کرتے ہیں۔ آپ کو دیکھو ٹریک جب روڈ پر گاڑی چلتی ہے تو آپ کو سارے جب آپ کا ٹیسٹ لیا جاتا ہے آپ کو بتاتا ہے جی ادھر کرنا ہے ادھر پیڈ برکر ہے یہاں پر سرخ بلب پر آپ نے روکنا ہے green پر آپ نے جانا ہے۔ یہ بھی انہوں نے بلا یا گیس والوں نے کہ جی یہ جو گیس کا heater ہے کون سے کمپنی کا استعمال ہوتا ہے کبھی کسی کمپنی کو انہوں نے ٹیسٹ کیا ہے یہ تو ہیڑوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ہیڑ جب آپ کا گیس کا جو پریشر کم ہوتا ہے یا گیس چلی جاتی ہے واپس آتی ہے تو وہ گیس جو ہے وہ نکلتی ہے اور اس سے ہماری عورتیں بچے اور ہمارے بوڑھے سارے اُس سے اُن کی اموات ہوتی ہیں کبھی یہ گئے کبھی آگاہی مہم چلائی ہے۔ کبھی لوگوں کو بتائے کہ گیس کس طرح جلانا چاہیے کس طرح اس کا طریقہ ہوتا ہے کون سے ہیڑ رکھنے چاہیے۔ کونسے کمپنی کے رکھنے چاہیے کچھ نہیں صرف لاکھوں کی تعداد میں گیس کے بل لیتے ہیں اور اپنی کمپنی میں لیتے ہیں اور invest کرتے ہیں۔ ریکوڈ ک میں بھی انہوں نے invest کیا ہے اربوں ڈالرنہوں نے ریکوڈ ک میں حاجی صاحب پی پی ایل والوں نے کہا ہے ہم آپ کے بقا یا جات نہیں دے سکتے ہیں اس لئے ہم نے وہاں پر invest کیا ہے۔ یہ کاروبار کرتے ہیں ہمارے پیسوں سے اور ہمیں گیس نہیں ملتا ہے۔ اربوں کی ڈالر کا کاروبار business کرتے ہیں دنیا کے مختلف share لیے ہوئے ہیں انہوں نے کمپنیوں میں۔ سارا اپڈ اوالوں نے کیا ہوا ہے حاجی صاحب ان کو روکنا چاہیے جس طریقے سے بھی ہو ہم اس کو روکیں گے نہیں تو نہیں ہو گا ہم گیس بھی دے رہے ہیں پسیے بھی دے رہے ہیں اموات بھی دے رہے ہیں سارا نقصان بلوچستان کا ہو رہا ہے اور کچھ فائدہ نہیں ہے اور ہم یہاں پر قرارداد پیش کر رہے ہیں اس قرارداد کی ہے اس طرح کی بندید پر ہمیں عدالت جانا چاہیے ہمیں بیٹھ کر اُن کو بلا نا چاہیے ایک لکیر کھیچ کر ان کو بتانا چاہیے کہ اگر ہمارا حق بنتا ہے تو دے دو۔

نہیں تو بس ٹھیک ہے جائیں آپ اپنا مزہ کر لیں۔ یہ ہماری کچھ گزارشات ہیں thank you

جناب ڈیٹی اسپیکر: شکر زمرک خان، آپ نے بالکل صحیح فرمایا جا فرمایا اس پر کوئی strickly-action لینا ہو گا

جتنے بھی معزز ممبران ہیں۔ جی خلیل جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب اسپیکر! شکریہ۔ اس سے جو قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اس پر سارے ایوان نے speech کی ہے۔ اور کوئی اس پر عمل نہیں کر رہا ہے۔ میں صرف جناب اسپیکر صاحب! پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایوان میں جتنے بھی قراردادیں پیش ہوتی ہیں۔ اور وہ منظور ہوتی ہیں۔ آج دن تک ہمیں اس کا بھی نہیں پتہ کہ کتنے منظور ہو گئے کتناوں پر عمل ہو چکا ہے یا کتناوں پر نہیں ہو چکا ہے؟ ہم اس ایوان میں جتنے لوگ بیٹھے ہیں وہ حکومت کا حصہ ہیں، چاہے وہ صوبائی حکومت ہو یا فیڈرل حکومت ہو۔ تو میں چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو، جو ہمارے غریب عوام پس رہی ہیں جو مطلب بلوں میں پس رہی ہیں، گیس آبھی نہیں رہا اور اس پر بل بھی دے رہے ہیں تو یہ ایک نا انصافی ہم کب تک سہتے رہیں گے۔ بہن بُشیری کب تک قراردادیں لاتی رہیں گی۔ کسی ایک قرارداد پر تو عمل ہونا چاہئے جناب اسپیکر صاحب! آخر یہ ایوان ہے، معزز ایوان ہے۔ پاکستان میں کئی صوبوں کے حوالے سے، سب سے بڑا صوبہ بلوچستان ہے۔ جو قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ لیکن اس کا ایک شر بھی بلوچستانیوں کو نہیں مل رہا ہے۔ اور ستم ظریفی دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! کہ ابھی پورا کوئی چھیدا ہوا ہے گیس کی پائپ لائنوں سے۔ اور وہاں اب تک جو پورے کوئی کی جو خوبصورتی تھی اُسکو پامال کیا گیا ہے، روڈز کھلے ہوئے ہیں اُس میں لوگوں کی ایکسٹرینٹ ہو رہے ہیں۔ تو میں کہتا ہوں کہ اگر زمرک صاحب والی بات کو میں آگے بڑھاتا ہوں کہ جو بچہ بیدا ہوتا ہے تو ہم لوگ ان کو ایک شہد کی تھوڑی سی وہ لگاتے ہیں۔ تو ہم عوام کو وہ نہ لگائیں اگر ہم واقعی سیر لیں ہیں تو مل بیٹھ کر بجلی اور گیس کا مستند حل کریں۔ ابھی ایک میری اسکیم تھی۔ اسکے ڈیماڈ نوٹ ایک کروڑ 30 لاکھ آیا توجب پی اینڈ ڈی میں اُس کی ایگر امن ہوا DSC ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ 30 لاکھ تو اضافی ہیں۔ اس کا تو کوئی بنیادی نہیں بتتی۔ ابھی وہ بعذر ہیں۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باقیں جناب اسپیکر صاحب! بہت ہیں۔ لیکن کسی ایک قرارداد پر عمل کر لیں، کل کو ہم ایکم پی ایز جتنے ایکم پی ایز ہیں انہوں نے عوام کے پاس جانا ہے۔ تو اگر ہم سے کچھ نہیں ہو پاتا تو کم از کم جو غربیوں کے جو گیس کے بل ہیں جو بجلی کے بل ہیں وہ یہاں جمع کرائیں ہم اپنی تینخوا ہوں سے انکو دے دیتے ہیں اور انکو pay کر دیتے ہیں تاکہ ان غربیوں پر مزید بوجھنہ پڑے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ، شکریہ۔ جی سلیم کھوسہ صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ: شکریہ جناب اسپیکر ہماری بہن جو قرارداد لے کر آئی ہیں یہ ایک اہمیت اور پورے بلوچستان کے حوالے سے نا صرف کوئی بلکہ over all بلوچستان کا یہ issue ہے۔ اور ہمارے علاقوں میں خاص طور پر صحبت پوریا نصیر آباد ڈویژن کے جودوسرے علاقے ہیں وہاں تو گیس پریشر کا تو بڑا مسئلہ ہے۔ لوڈ شیڈنگ زیادہ تر لوڈ شیڈنگ رہتا ہے، گیس آہنی نہیں رہا ہے۔ خاص طور پر سیال کے بعد تو گیس کا یہ سارے جناب اسپیکر صاحب! ایک لحاظ سے یہ مافیا بن

چکے ہیں۔ جس طرح زمرک خان بتار ہے تھے، اسی طرح آپ واپڈا کو دیکھیں اُسکا بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی کنز یوم رزکی طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ اُس نے بھی ایک بتاہی اور لوٹ مچایا ہوا ہے۔ خاص طور پر گرم علاقوں میں اور اسی طرح یہ گیس کا بھی یہی حالت ہے، یہی situation ہے۔ ہماری بہن اور خلیل صاحب کہہ رہے تھے کہ ان قراردادوں کا ہوتا کیا ہے؟ آج ایک پرانا مجھے ایک اپنا واقعہ یاد آ رہا ہے صرف دو منٹ میں اس ایوان کالوں گا میں وہ بات یہاں پر ضرور share کرنا چاہوں گا کہ آپ کے قراردادوں کے ساتھ اسلام آباد میں اصل میں ہوتا کیا ہے۔ 2002ء میں میں پہلی دفعہ ایم پی اے بن کر جب اس ایوان میں آیا تو میں نے اپنے علاقے کے حوالے سے ایک قرارداد پاس کروایا۔ اور وہ یہ قرارداد تھا کہ جی ہم سوئی اور اوچ گیس فیلڈ کے بالکل بارڈر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہی جو گیس ہے پورے پاکستان کو مہیا کیا جا رہا ہے جو ہمارے سامنے ایک کلو میٹر بھی نہیں ہیں ہمیں نہیں دیا جا رہا ہے۔ تو براد مہربانی تو ہمارے پورے ڈسٹرکٹ کو گیس مہیا کیا جائے۔ وہ قرارداد ایوان سے پاس ہوئی اور ایک سال گزرا، دوسال گزرا، میں بھی نیازیا ایم پی اے تھا۔ میں اس قرارداد کے پیچھے پڑ گیا۔ میں نے کہا یہ ایک مقدس ایوان ہے۔ یہاں پر ایک قرارداد پاس ہوا ہے تو ضرور اس پر کچھ نہ کچھ لازماً کا روائی ہوگی۔ میں اُس کا پیچھا کرتے کرتے اسلام آباد پہنچ گیا اور میں نے پوچھا کہ یہ قرارداد کہاں جاتے ہیں؟ یہ کونسا ڈیپارٹمنٹ ہے جو اسکو ڈیل کرتا ہے؟ میں کرتے کرتے سیکرٹریٹ کے اندر مجھے یاد ہے کہ کوئی کمرہ تھا وہاں پر مجھے کسی نے بتایا کہ یہ فلاں سیکشن ہے۔ اور یہ لوگ اسکو ڈیل کرتے ہیں۔ جب میں وہاں پر گیا تو مجھے آج بھی یاد ہے ایک بارِ لش شخص بیٹھا ہوا تھا اور چاروں طرف اُسکے الماریاں تھیں، اُس کمرے کے اندر اچھا خاصابڑا کمرہ تھا۔ میں جب اسکے ساتھ بیٹھ کر اور میں نے اپنا قصہ سُنا یا کہ یہ قرارداد ہے اس کا ہوا کیا؟ تو اُس نے بڑے جیسے کوئی بچوں کو نہیں سمجھاتے، بالکل اسی طرح اُس نے میرے ساتھ ڈیل کی اس نے سوچا کہ یہ کون بیوقوف یہاں آگیا۔ مجھے بٹھا کر پہلے پانی پلا یا اُس نے پھر بچوں کی طرح مجھے سمجھانے لگا۔ وہ مجھے کہتا ہے کہ جب سے یہ ملک بنتا ہے، یہاں کئی قراردادیں ہمارے پاس آتی ہیں، یہ جو آپ کمرہ دیکھ رہے ہیں اس جیسے کئی اور کمرے آپ کو ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ملیں گے۔ اور یہ کاغذات یہاں پر ڈمپ کیئے جاتے ہیں۔ جب اس پر burden بڑھ جاتا ہے تو۔۔۔ (مداخلت)۔ جی ہی اسلام آباد کا میں کہہ رہا ہوں۔۔۔ (مداخلت)۔ تو آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کون شیطان کہے گا؟ ماشاء اللہ آپ رمضان میں بھی آزاد گھوم رہے ہیں۔ (مداخلت)۔ تو سردار ہے ابھی سردار تو سردار ہے وہ زور آور ہے انکے لئے۔۔۔ (مداخلت)۔ تو جناب اسپیکر صاحب! تو وہ مجھے کہتے ہیں کہ اس جیسے کئی اور کمرے بھی ہیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اپنی بات پوری کریں۔

جناب سلیم احمد گھوسم: سر! میں اپنی بات ذرا مکمل کروں۔ تو انہوں نے کہا ”کہ پھر ہم کچھ گاڑیاں مُنگوانتے ہیں،

اکنو بوریوں میں ڈال کر کسی ویرانے میں چلے جاتے ہیں اور وہاں جا کر انکو تیلی لگا دیتے ہیں۔ آپ نے اگر اپنے قراردادوں کو اگر ڈھونڈنا ہے تو مار گلہ کی پہاڑوں پر جا کر ڈھونڈیں، وہاں آپ کو ملیں گے۔ جناب! آپ کی اہمیت اتنی ہے، اصل حقیقت یہی ہے، اس کے علاوہ جناب اسپیکر صاحب! میری گزارش ہوگی۔

محترمہ بُشْریٰ رِیند: کمیٹی بنا کیں، رمضان کے بعد ہم سب جائیں گے اور وہاں پر باہر بیٹھیں گے۔ نہیں نہیں نیشنل اسمبلی کے ہم باہر بیٹھیں گے اور ہم احتجاج کریں گے۔ ہم احتجاج کریں گے نیشنل اسمبلی کے سامنے وہاں پر ہم اپنے حقوق کیلئے لڑیں گے۔ اگر ہماری قراردادیں dustbin میں ہی جانی ہیں تو پھر ہم اپنی عوام کے لئے وہاں جا کر لڑیں گے آپ ہماری ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بنالیں گے، اس پر بنالیں گے۔

میر سعیم احمد کھوسہ: مریبات اگر مکمل کروں، یہ اللہ کا بڑا اکرم ہے اس ملک کے اندر عدالتیں موجود ہیں۔ بہن، تو ہمیں بجائے وہاں جانے کے اس حوالے سے عدالت میں جانا چاہئے، وہاں سے ضرور کچھ نہ کچھ لوگوں کو ریلیف ملے گا لیکن اسلام آباد سے آپ کو کوئی ریلیف نہیں ملے گا۔ اس کے علاوہ یہاں جو دوست بیٹھے ہیں میں بھی، سردار صاحب بیٹھے ہیں، زمرک خان بیٹھے ہیں اور بی این پی (مینگل) کے ہمارے دوست بیٹھے ہیں، وفاق میں انکی ہی لوگ کی بست کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ جا کر اس ایشیو کو وہاں اٹھا کیں، بجائے یہاں بات کرنے کے، شاید تھوڑا بہت کچھ ریلیف مل سکے۔ thank you.

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ سعیم کھوسہ صاحب۔ نہیں ملک صاحب! آپ قرارداد پر بات کریں گے کہ ہٹ کر؟ قرارداد ایک بار منظور ہو جائے اسکے بعد پھر ملک صاحب آپ قرارداد پر بات کرنا چاہیں گے۔ جی۔

ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيم۔ بہت شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ اسمبلی جب سے بنی ہے ہر سیشن میں گیس سے متعلق آہ و فغاف اور ظلم کا بیان کیا جانا، ایک عمومی بات ہے۔ بہر حال گیس اور بجلی کے حکام کو بلا یا بھی گیا ہے لیکن اسکا کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ mainly گیس اس کوئی کجا ہے باقی اضلاع میں ظاہر تو پانچ لاکھ بچھایا گیا ہے لیکن گیس کا جس طرح ڈیماڈ ہے اس طریقے نہیں مل رہا ہے۔ لیکن کوئی میں جب سے یہ گیس آئی ہے میرے خیال میں ہم سے پہلے اسمبلیوں میں بھی اسی گیس کے بارے میں احتجاج ہوتا رہا ہوگا۔ اور ہوتا رہا ہے۔ تو اب یا پر قصداً و عمدآ یہاں کے لوگوں کو تنگ کرنے کیلئے لوڈ شیڈنگ جس میں اموات ہوتی ہیں۔ جہاں بھی اس دوران جتنے لوگوں کے اموات ہوئے ہیں میرا مطالبہ ہے کہ سب کو معاوضہ دیا جائے۔ کیونکہ گیس کی negligence کیونکہ گیس سے غریب عوام جو ہیں وہ موت کے منہ میں چلے گئے۔ اس طریقے سے اس negligence کا انکو معاوضہ ملنا چاہئے۔ اور

اس کے علاوہ جو یہاں پر جناب ایک چھوٹی سے گلی میں اگر بیس فٹ کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ نہیں دینتے ہیں۔ سالہا سال سے سروے ان کے نامکمل ہیں۔ زوروز برداشتی یہ ہے۔ یہاں انسانیت کی کوئی قدر نہیں ہے۔ ہم اسلام آباد بھی گئے ہیں۔ اسلام آباد والوں نے ہمیں یہی کہا کہ ہم کوئی آگر مسئلہ حل کریں گے۔ لیکن وہ ابھی تک آئے نہیں ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ اس پر بھی احتجاج کیا جائے کہ ہمارے ساتھ انہوں نے وعدہ بھی کیا ہے۔ کہ ہم آئیں گے۔ ویسے بھی کوئی کوئی کوہ طرف سے زیادتیوں کا سامنا ہے جناب اسپیکر صاحب! سروز کے معاملے میں بھی ضلع کوئی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی ہوتی ہے کہ کوئی میں باہر کے اضلاع سے لوگوں کو ٹرانسفر کرایا جاتا ہے۔ یہاں پر انکو ایڈ جسٹ کیا جاتا ہے۔ اور پھر ادھر کی جو جن اضلاع سے وہ آتے ہیں۔ ان اضلاع کی سیٹیں خالی ہو جاتی ہیں۔ اور کوئی میں جو جگہ یہ خالی جگہ نئے آنے والوں کیلئے ہوتے ہیں اس کو باہر سے *deputation* پر بُلا کر پُد کیا جاتا ہے۔ یہ بھی زیادتی ہے، مردم شماری کی صورتحال آپ نے دیکھی۔ پورے بلوچستان میں ایک واحد اور نادر ایک مذاق ہوا ہے کہ کوئی کے ساتھ، بائیس کی جگہ جا کے تیس کی جگہ جا کے اٹھارہ بنا یا جکہ تمام بلوچستان میں تمام پاکستان میں مردم شماری میں کم و بیش اضافہ ہوا ہے، اب وہ کسی جگہ کم، کسی جگہ زیادہ۔ لیکن کوئی میں اپنی مرضی چلا کے، یا یہاں کی آبادی کوئے گن کر مردم شماری میں تمام *settlers* کوئے گن کر پانچ لاکھ کی کمی گئی ہے۔ جوانہتائی زیادتی ہے اسی طرح یہاں بچلی کے معاملے میں کوئی کے ساتھ جس طریقے سے زیادتی ہوتی ہے۔ اس کا بھی ازالہ اور مدواہ ہونا چاہئے ایک اور جناب اسپیکر صاحب! بہت اہم بات آپ کی توجہ کے لئے عرض کرتا ہوں، یہ سارے ممبران کو پہتہ ہیں، ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ ہم ازرجی ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے بچلی کیلئے ہم اپنا کیس *move* کرتے ہیں اور بچلی، ازرجی ڈیپارٹمنٹ پھر وہ پیلے لیکر *cash* کے لیکے کیسکو کے اکاؤنٹ میں جمع کرتے ہیں۔ کیسکو والے بجائے اس کی کفوری طور پر کام شروع کرتے ہیں۔ اپنے اکاؤنٹ چار مہینے چھ مہینے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ جس کام کیلئے آپ نے یہ پیسے جمع کیئے ہیں۔ وہ کم ہیں، اس لئے مزید اتنے پیسے تمام ایم پی ایز کے جتنے بھی بچلی کے کام ہیں وہ رکے ہوئے ہیں۔ یہ براہ راست ایک زیادتی ہے۔ تمام ایم پی ایز کے ساتھ، زیادتی ہیں۔ گورنمنٹ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہیں۔ پارلیمان کے ساتھ زیادتی ہیں۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ اس سلسلے کیسکو چیف کو بلا یا جائے۔ اس سے کہا جائے۔ کہ جب ڈیماڈنوس دیا جاتا ہے۔ تو فوری طور پر تمہاری ذمہ داری بنتی ہے کہ ان کا مسئلہ حل کریں۔ اور جب ایک چیز آپ لے لیتے ہیں تین مہینے کے بعد پھر آپ کہتے ہیں کہ جی دوبارہ سروے کیا جائے کیونکہ پہلے ٹرانسفارمر پانچ لاکھ کا تھا، ٹرانسفارمر سات لاکھ ہو گیا۔ سالہا سال سے یہ کیس *unsolved* رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! قرارداد کی طرف آتے ہیں۔ میرے خیال سے۔

قامد حزب اختلاف: اس طرف توجہ دی جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ آیا قرارداد نمبر 150 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 150 منظور ہوئی۔ ویسے میدم وہ آپ کا جو ہے مجھے idea اچھا لگا عید کے بعد کوئی ایسی کمیٹی بن جائے اور سارے قرارداد سیکرٹری صاحب سے ہم لوگ collect کر کے یا اپنے لئے معلوم کریں کہ کتنے قراردادوں پر آج تک عمل ہوا ہے، کتنے یہاں سے پاس ہوئے ہیں، مشترکہ طور پر۔ اور جو ہو گا سارا ڈیٹیل اپنے پاس لے کرو ہاں جو concerned department ہو گا ان میں جا کر ان سے بات کر لیں کہ ہمارے قراردادوں پر آج تک کتنا عمل ہوا ہے، تو بشری رند صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 151 پیش کریں۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ ایمنڈجی اے ڈی):

جی جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں، سردار صاحب، یہ قرارداد پیش ہو۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ ایمنڈجی اے ڈی: یہ ایوان رمضان شریف جسے مقدس مینے میں مسجد اقصیٰ پر اسرائیلی فوجوں کی جانب سے وحشیانہ حملہ جس کے نتیجے میں معصوم، نبیتے، نمازی، خواتین اور بچے شہید اور زخمی ہوئے، جسکی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ نہتے معصوم نمازی، خواتین اور بچوں پر اس قسم کا بذلانہ حملہ انسانی حقوق کی لئگین خلاف درزی ہے۔ اسرائیلی فوج کی اس قسم کی تشدد سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیک پہنچی ہے۔ الہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ یہ معاملہ فوری طور پر اقوام متحده، اوآئی سی اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے ساتھ اٹھائے، تاکہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات رومناہ ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قرارداد نمبر 151 پیش ہوئی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ ایمنڈجی اے ڈی: جناب اسپیکر صاحب! بہت ہی دُکھی دل کے ساتھ آج میں نے یہ قرارداد۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نیم بازی صاحب! سی ایم صاحب کی کرسی پر بیٹھنا مناسب نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مکملہ ایمنڈجی اے ڈی: جناب اسپیکر صاحب! بہت ہی دُکھی دل کے ساتھ آج میں نے یہ قرارداد، پیش کی ہے جس میں اسرائیل کی غزہ کی پٹی پر جو وحشیانہ بمباری کی ہے جس میں ہمارے مسلمان ہمارے معصوم بچے خواتین نمازی اس بابرکت مینے میں جنہیں شہید کیا گیا ہے، زخمی کیا گیا ہے۔ اب اگر ہم History پر نظر ڈالیں، اسلامک History پر تو ایک وہ لوگ تھے، جن کا ایمان تھا تین سوتیرہ تھے۔ اور انہوں نے ہزاروں کو ہرا کر وہ جنگ جیتی اور ایک ہمارا ایمان کا یہ حالت ہے کہ ہم صرف ندمتی بیان دیتے ہیں۔ ہمارے 57 ممالک ہیں اسلامی، جو میں کہتی ہوں نام کے اسلامی ممالک ہیں۔ جب اس طرح سے ہمارے جسے کہتے ہیں ان بیانوں کی جو سرزی میں ہے اُس سرزی میں پرستی اتنا ظلم

ڈھایا جا رہا ہے؟ یہاں اکے کان، ان کی آنکھیں سب بند ہو جاتے ہیں۔ جب مسلمانوں پر کچھُ را کیا جاتا ہے، اور جب کہیں کسی جگہ معمولی سماں ایک شخص بھی مارا جاتا ہے تو وہ آجاتا ہے کہ جی یہ ضرور مسلمان ہے جس نے terrorism کیا ہے he is a terrorist میں تو اس قسم کی دہشتگردی، میں اسے کہوں گی کہ کھلم کھلا جو TV بھی show کر رہا ہے ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ ان کی عمارتوں پر حملے کیتے جا رہے ہیں۔ کتنے لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ کتنے لوگوں کے گھر اجڑ گئے، اور کتنے ہسپتا لوں میں داخل ہیں زخمی کتنے بچے جو یتیم ہو گئے ہیں۔ تو اگر ہم اسی طرح منہ بند کر کے بیٹھے رہے تو میرے خیال میں روئینش میں ہم سب کو جواب دینا ہو گا۔ ہم سب جوابدہ ہوں گے کیونکہ ہم ایک پوزیشن پر بیٹھے ہیں۔ اگر ہم بات نہیں کریں گے، میرے خیال میں ہمیں اس پر پُزو رشور کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ ہمارا جو ہے فیڈرل جو ہے وہ اقوام متحده سے ڈیماڈ کرے کہ فوری طور پر اس کو بند کرایا جائے۔ اور اسرائیل کو جو ہے پابند کیا جائے کہ اس طرح کے اگر اس نے کوئی کارروائی کی تو تمام 57 ممالک مل کر اس پر حملہ کریں گے۔ اب اصل میں ہم لوگوں میں وہ شاید غیرت نہیں رہی مسلمانوں میں، جو ماضی کے ہمارے مسلمانوں میں تھی کہ وہ تیس تیراہی کافی تھے ہزاروں کیلئے۔ اب جتنے زیادہ ہیں لیکن شاید ہر کوئی اپنی اپنی گھر تک محدود ہو گیا ہے، اپنی اپنی ذات، اپنی اپنی فیلمیز تک محدود ہو گئے ہیں۔ ہم لوگوں کا کسی اور ملک اور یا گھر میں کیا ہو رہے ہیں؟۔ کیا حالات ہیں؟ ہمیں اس کوئی لیندا بینا نہیں ہے۔ تو اس خود غرضی کے ماحول سے ہمیں نکلنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میدم۔ وقت کی کمی کی وجہ سے دو دو منٹ جو جو بھی اس قرارداد پر بات کرنا چاہ رہے ہیں، اُس کے بعد کچھ اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر بھی پھر بات کریں گے۔ دو دو منٹ، جی نصر اللہ خان زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد ہے۔ جناب اسپیکر کم از کم ہمارے لیے، ہم جیسے لوگوں کے لیے، جنہوں نے قومی آزادی اور صیہونیت کے خلاف فاشیزم کے جدو جہد کی ہے یہ قرارداد ہمارے لیے بڑی اہمیت کی عامل ہے جناب اسپیکر! حالیہ جو واقعہ ہوا ہے 17 اپریل 2023ء کو مسجد اقصیٰ جو مسلمانوں کا پہلا خانہ کعبہ تھا اس پر یہودی صیہونیت نے فوجیوں نے حملہ کیا اور وہاں عرب فلسطینی عوام کو نماز سے روکا گیا۔ جناب اسپیکر! میں صرف 2023ء جنوری سے لے کر کے آج 15 اپریل تک ان ساڑھے تین ماہ میں کوئی 87 عرب فلسطینی نوجوان، صیہونی، یہودی، صیہونی ریاست کی جانب سے شہید کیے گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! صیہونیت یا صیہونی ازم ایک ایسا فلسفے کا نام ہے جو یہودیوں نے اس کو دوام دیا۔ صیہونی ایک علاقہ ہے جو یہودیم سے نزدیک ہے، وہاں ان کا مقصد مقام ہے، وہاں اُس مقام کے نام پر اس فلسفے کا نام رکھا گیا صیہونی ازم جس کی معنی انتہا پسندی فاشیزم اور اسرائیل اور فلسطین کو اسرائیل ریاست میں تبدیل کرنا تھا 1897ء میں صیہونی ازم کی پہلی کانگریس ہوتی ہے۔ جس میں فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ہم فلسطین

کی جانب بڑھیں گے یہودیوں نے اور جناب اپیکر! پھر ہوتا یہ ہے کہ برطانوی سامراج جس نے آدھی دنیا پر قبضہ کیا تھا جس نے افغانستان پر اس کے آدھے حصے کو قبضہ کیا برش انڈیا میں شامل کیا، اُس برطانوی سامراج نے 1947ء میں قرارداد نمبر 181 اقوام متحده میں پیش کی۔ اور اس میں اس یہودی ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ ظاہری بات ہے کہ اقوام متحده میں اُن کی اکثریت تھی، امریکی سامراج، اُس کے جو ساتھی تھے انہوں نے یہ قرارداد نام و نہاد قرارداد 181، 1947ء میں منظور کرائی۔ پھر جناب اپیکر! اس کے لیے 14 مئی 1948ء کو دنیا میں مذہب کے نام پر اسرائیلی ریاست کا قیام برطانوی سامراج کی مدد سے عمل میں لائی گئی۔ اور پھر عرب اسرائیل جنگ پہلی جنگ 1948ء میں شروع ہوئی اور اس جنگ میں کوئی ساڑھے سات لاکھ فلسطینی عرب عوام وہ اپنے علاقوں سے وہ بیچارے IDPs بنے۔ وہ گئے کوئی جاروں گئے کوئی مصر گئے کوئی شام گئے پھر یہ یہودی ریاست نے ایک فیصلہ کیا کہ ہم فلسطین ریاست کو تین حصوں میں تقسیم کریں گے ایک ریاست اسرائیلی ریاست دوسرا مغربی کنارہ جسے ویسٹ بینک کہا جاتا ہے اور تیسرا غربہ پٹی جسے دنیا کا سب سے بڑا جیل قرار دیا جاتا ہے یا سب سے بڑا جیل ہم اسے سمجھیں۔ اس کے بعد 1956ء میں Swiss کینال crisis کا دور شروع ہوا اور جون 1967ء میں اسرائیل اور مصر اور اردن اور شام انہوں نے اسرائیل نے ان تینوں ممالک پر حملہ کیا اور اس دوران شام کی جو، جولان کی پہاڑیاں ہیں اس پر انہوں نے اسرائیل نے قبضہ کیا۔ اسی طرح انہوں نے یروشلم کا حصہ لیا اوردن سے اور غزہ کی کچھ پٹی کا حصہ انہوں نے مصر سے لیا۔ اور پھر 1973ء میں مصر اور شام نے یکجاء ہو کر اپنے علاقے واپس آزاد کرائے۔ پھر 1979ء میں یکمپڈیوڈ میں پہلا معہدہ ہوا۔ اور اس طرح مصر اور اسرائیل کے درمیان اس 30 سالہ جنگ کا خاتمه ہوا لیکن فلسطینی عرب عوام کی ظلموں کا پہلے سلسلہ مسلسل جاری رہا اور 1987ء میں پہلی بار فلسطینی عرب عوام نے resistance کی، اپنی تحریک بڑے زور اور شور سے شروع کی۔ اور 1993ء میں اسلامو معہدہ ہوتا ہے جناب اپیکر! جس میں پہلی مرتبہ فلسطینی اتحاریٰ کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور دنیا کے بہت بڑے ممتاز انقلابی، نظریاتی اور جدوجہد کرنے والے رہنماء یا سر عرفات فلسطینی اتحاریٰ کے پہلے صدر۔

(اذان عصر)

جناب نصر اللہ خان زیریے: جزاک اللہ۔ جناب اپیکر! اس طرح جب اسلام کا معہدہ ہوا تو اس میں فلسطین اتحاریٰ تسلیم کی گئی اور یا سر عرفات اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ جناب اپیکر! سن 2000ء میں دوسری مرتبہ تحریک ابھری اور اس دوران ہزاروں فلسطینی شہید ہو گئے جناب اپیکر! جو سب سے بڑا المناک صور تحال وہ اس وقت آئیں۔ جب 6 دسمبر 2017ء کو امریکی سامراج کے وہ پاگل نما پر یزید نٹ ٹرمپ نے تل ابیب سے جا کر کہ اپنا سفارتخانہ یروشلم میں کھولا۔ جو فلسطین کا دارالخلافہ ہے۔ اور ہم اب بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ یروشلم وہ فلسطین کا دارالخلافہ ہونا چاہیے مگر امریکی

سامراج نے 6 دسمبر 2017ء کو ٹرمپ نے جا کر کے یو شام میں امریکی سفارتخانہ کھولا جو ایک بہت بڑا نقصان ہوا فلسطینی عوام کا۔ اس تمام کا زکا۔ تو یہ شرمناک عمل امریکہ نے کیا۔ جناب اپسیکر! یہ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس وقت اگر مسلمان ڈیرہ حارب ہیں تو اس میں 50 کروڑ صرف اور صرف عرب دنیا میں۔ 50 کروڑ لوگ گئے اور یہ میں بتاتا چلوں کہ تمام دنیا میں اور اسرائیل میں صیہونیت میں وہاں صرف محض 92 لاکھ یہودی ہیں۔ ایک جانب ڈیرہ حارب مسلمان، ایک جانب 50 کروڑ عرب، ایک جانب محض 92 لاکھ اسرائیلی ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے کہ ہم یہ ڈیرہ حارب انسان ان 92 لاکھ کے رحم و کرم پر فلسطینی عوام کو ہم نے چھوڑا ہے۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی پیشہ کا حصہ اور غزہ جو دنیا کا سب سے بڑا جیل ہے، جس میں لوگوں کو رکھا گیا ہے فلسطینی عرب عوام کو۔ اور دوسری جانب فلسطین کی آزادی کو تسلیم نہیں کیا جا رہا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ ہمارے مسلمان ممالک نے ابھی ایک سال پہلے متحده عرب امارات نے، قطر نے، عمان نے، کوویت نے اس نے اس صیہونی ریاست کو تسلیم کیا ہے۔ ہم گلہ کریں تو کس سے کریں ہمارے تمام مسلمان ممالک وہ سامراجی ممالک کے پیروکار ہیں، ہمارے سمیت، ہمارے اس ملک سمیت تمام دنیا کے چند ایک کو چھوڑ کر سارے عرب تو بالخصوص سارے اپنے عیاشیوں میں ہیں تمام شیخوں نے اپنے عیاشیوں کے اڈے یورپ میں کھولے ہیں لیکن فلسطین غریب عوام در بر کی ٹھوکریں کھارہ ہے ہیں۔ کوئی شام میں ہے تو کوئی جارڈن میں ہے خون یہاں تک کوئی نہ تک بھی اتنے students پہنچے ہیں۔ اس طرح محض ان قراردادوں سے نہیں ہو گا جناب اپسیکر۔ قرارداد بہتر ہے کہ محترمہ نے لے آیا ہے اس مقدس ماہ میں لیکن اسکے کوئی لمبی تاریخ ہے اس صیہونیت کی اس صیہونیت کی، اسکے خلاف ہم نے ایک ترقی یافتہ مسلمان نے ایک علم رکھنے والا مسلمان، ایک ایسا مسلمان جو تعلیم یافتہ ہو، ایک ایسا مسلمان جو اپنے نظریاتی اُس پر جا کر کے اس صیہونیت کا مقابلہ کرے ورنہ فلسطین بیچارے جو محض ابھی اُنکے پاس پورے فلسطینی عرب سر زمین کا محض بیس فیصد بھی نہیں رہا ہے باقی اسرائیل نے قبضہ کیا ہے اس طرح ہم اسرائیل کو ختم نہیں کر سکتے وہ کہتے ہیں کہ pay every penny for Israel. کو، اسرائیلی ریاست نے روکنا ہے اور عرب، فلسطین کے آزاد ریاست جس کا کیپٹل یروشلم ہو اسکو تسلیم کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: شکریہ۔ جی یونس عزیز زہری صاحب۔

میر یونس عزیز زہری: شکریہ جناب اپسیکر صاحب میڈم نے جو قرارداد پیش کی ہے اس قرارداد پر اسرائیل کی وحشیانہ اور اس بابرکت مہینے میں جس طرح مسلمانوں پر ہاں پر حملے کیتے جا رہے ہیں اور ان کے بچوں کو اور انکو شہید کیا جا رہا ہے میں کہتا ہوں کہ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ فرض بتاتے ہے کہ ہم اسرائیل کے خلاف با قاعدگی سے چہاد کا اعلان کریں۔

کہ جس طرح اسرائیل، ہر وقت جب کوئی ہمارا مقدس دن ہوتا ہے یا مقدس مہینہ ہوتا ہے اکثر ویژت اسرائیل ہمارے ان مقدس مہینے کو جور مضاف شریف کامہینہ ہے جس میں مسجد اقصیٰ میں عبادت کے لئے جاتے ہیں اور انکو شہید کیا جاتا ہے اور اکثر عید کے دنوں میں جو ہمارا مقدس دن ہوتے ہیں عید کے ان میں بھی اسرائیل اپنی وحشتناک تشدود کی وجہ سے ہمارے مسلمانوں کو شہید کیا جاتا ہے۔ اور یہ میں کہتا ہوں کہ میڈم نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اسکی حمایت کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ نہ صرف قرارداد کی حد تک ہم نہیں رہیں ہم آگے کے لئے بھی اس کے لئے صفت بندی کر لیں کیونکہ اسلام نے ہمیں یہ کہا ہے کہ ظلم کے خلاف آپ جہاد کر لیں تو میں کہتا ہوں کہ کوئی اچھی سی قرارداد اور قرارداد جو کسی اچھے طریقے سے ہم پیش کر کے، ہم اپنا فریضہ ادا کریں اور ہم اپنا قومی اور مذہب کا جو اسلام کا فریضہ ہے ہم اسکو پورا کریں میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی زمرک خان صاحب۔

اجینس زمرک خان اچزنی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ آپ نے کہا کہ دو منٹ بات، تو ہم دو منٹ ہی بات کریں گے کیونکہ یہ ایسا کوئی چیز نہیں ہے کہ ہم اسکو بھی تحریک کی صورت میں آپ کو بیان کر دیں، حقیقت میں یہ قبلہ اول ہے ہمارا اور حضرت محمد ﷺ نے اٹھارہ مہینے جب یہاں پر ہجرت کی تو یہاں پر امامت کی صحابہ کرام کو نماز بھی یہاں پڑھائی۔ اور یہ جوبیت المقدس ہے جس کو روشنیم بھی کہتے ہیں یہ امن کا شہر کہلاتا ہے تو یہاں پر یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کا ایک مشترک ہے یہاں پر مشہور تھا کہ یہاں کا شہر یہ تینوں نمہوں کا تھا پہلے اور اسکی ایک اہمیت یہ تھی کہ یہاں پر جتنے بھی، یہاں پر حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں، جب انہوں نے، یہاں پر تاریخی مقبرہ امامہ بنت زینب کا بھی یہاں پر ہے۔ حضرت داؤد علیہ اسلام، انہوں نے یہاں پر اس شہر کو آباد کیا تھا یہاں پر تینتیس سال یہاں پر انہوں نے حکومت کی۔ لیکن بعد میں جو ہمارے کچھ ہماری جو غلطیاں ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہاں پر یہود کیسے آباد ہوئے؟ یہ زمین جو تھی یہ فلسطینیوں کی تھی اور یہ تمیں چالیس پچاس سال پہلے یہاں پر ان زمینیوں کو جب بیروت سے لے کے، اب پورا جو یہاں پر ایک جنگ پڑھ رہی تو یہاں پر انہوں نے ان کو جو یہ زمین کو آباد کرنے کے لئے کوڑیوں کے دام نیچ دیا اور انہوں نے ان کو لانے کے لئے سب سے بڑے انہوں نے ان کو آباد کر دیا یہودیوں کو۔ اور آج جو وہ مسلمانوں پر ظلم کر رہا ہے اُنکے پاس یہ چیزیں موجود ہیں، ہم نے زمینیں نیچ دی۔ یہاں پر، وہاں پر میں اگر آپ کو بتا دوں باچا خان جب گئے تھے تو انہوں نے وہاں پر کہا تھا کہ اس زمین کی اہمیت آپ کو بعد میں پتہ چلے گا، یہ دوسری جنگ عظیم سے پہلے کی بات ہے۔ کہ جب آپ لوگ اپنی یہ زمینیں نیچ رہے ہو یہ لوگ یہاں پر آباد ہوں گے اور آپ کے خلاف لڑیں گے اور پھر اسکو اپنا حصہ سمجھیں گے اور آج یہی ہوا آج وہ یہود جو پوری دنیا پر حکومت کر رہے ہیں یہودیوں کی حکومت ہے آپ دیکھ لیں آپ

کے جتنے بھی اقصادی اور معاشری حالات ہیں دنیا میں اسکو کثروں کرنے والے یہود ہیں اسرائیل کی بات نہیں کریں اسرائیل پورے اسلامی ممالک پر جو ہے وہ حکومت کر رہی ہے ہماری اتنی زیادہ مسلمان ممالک ہوتے ہوئے سینٹرال ایشیا سے لیکر کے آپ ڈیل ایسٹ کو لے لیں آپ اس برصغیر کو لے لیں، ہم ایک اسرائیل کا جواب ہی نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک اتنی سی آپ نقشہ میں دیکھ لیں اسرائیل ایک چھوٹا ملک ہے یہاں پر کچھ دس پندرہ ملک میں شمار کر لیں سب سے چھوٹا ملک اور سب سے کم آبادی والا ملک ہے یہ یہودیوں کا۔ اب مسلمان جو عرب ہیں سب سے پہلے تو عرب کا حق بنتا ہے وہ قومی اور اسلامی جذبہ کے تحت انکا حق بنتا ہے فلسطینیوں کا ساتھ دے دیں کتنے دے رہے ہیں؟ صرف ایک اسلامی کانفرنس بلاستے ہیں اور اقوام متحدہ میں بات کرتے ہیں۔ یہ جتنے ظلم سے انہوں نے فلسطینیوں کے بچوں کو خوبصورت بچوں کو آپ دیکھ لیں میڈیا پر کہ انکو وہ شہید کرتے ہیں کہ دل روتا ہے اس پر۔ وہ عورتوں کو اور جوان لڑکیوں کو بوڑھوں کو کسی کو نہیں چھوڑتے ہیں اور کھینچتے ہیں بڑی بے عزتی کے ساتھ۔ ہم اُسکو نہیں روک سکتے ہیں۔ حقیقت میں بات ہے کہ ہم مسلمان پتے نہیں کہ ہم اپنے عقیدے سے دور ہو گئے ہیں اور ہم کمزور ہو گئے ہیں کہ ہم اپنے قبلہ اول کو جو ہے protect نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم بیت المقدس کو جو امن کا شہر کہلاتا ہے انکو ہمیں کر سکتے ہیں حقیقت میں یہ جو ہے ہمارا ملک کم از کم وفاق کو چاہیئے کہ پاکستان ایک واضح، آپ کو کہہ دوں کہ ایک پالیسی دے دیں اسرائیل کے خلاف۔ عرب ممالک کے بہت سے، یہ UAE نے تو تسلیم کر لیا بہت سے عرب ممالک نے تو انکو تسلیم بھی کر لیا تو نصر اللہ زیرے صاحب ہم گلہ تو کس سے کریں گے۔ انہوں نے اسرائیل کو یہ تسلیم کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ انہوں نے فلسطین کے حقوق پر جوڑا کر ڈالنے والا اسرائیل تھا۔ اُنکے ایک قسم کا اُنکی حمایت کر دی، ہمیں چاہیئے کہ چاہے جو بھی ہے ایک مسلمان کی حیثیت سے ہم اُنکے ساتھ کم از کم اُنکے درد اور دکھ میں شامل ہو جائیں اُنکے ساتھ آواز بلند کر لیں اُنکے حقوق کے لئے فلسطینیوں کے لئے بیت المقدس کے لئے قبلہ اول کے لئے تو یہ ہمارا حق بنتا ہے اگر ہم اس حق کو ادا نہیں کریں گے تو آخرت میں ہمیں اسکا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ تو اس قرارداد کی ہم اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے حمایت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زمرک خان اچکزئی صاحب۔ جی سلیم صاحب۔

میر سلیم احمد کھوسہ: شکریہ جناب اسپیکر صاحبیہ انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے یہ جو ظلم و جر فلسطین میں ہو رہا ہے یہ حقیقت ہے جس طرح زمرک خان نے کہا کہ ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد انسان کے آنکھوں کے آنسو روتا ہے جتنا وہاں پر ظلم و جر ہو رہا ہے۔ جناب والا کہ دین دنیا قرآن پاک اور حدیث ان سب کو جب آپ اکٹھے دیکھتے ہیں تو یہ حالات تو پیدا ہونے تھے اور آج یہی حالات پیدا ہو رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا میں کہتا ہوں کہ یہ ایک فکر کرنے کا وقت ہے یہ یہود جو آرہے ہیں یہ صرف فلسطین تک نہیں رکیں گے یہ فلسطین تو پہلا شايدیڑا ہے پھر اُسکے بعد

آپ دیکھیں کہ مسلمانوں کا زوال شروع ہو گا اگر اسکوا بھی سی یہاں پہنیں روا کا گیا یہ پورے جتنے بھی مسلمان ممالک ہیں ہم سمیت عرب جتنے بھی ہیں سب کوں بیٹھ کر اس پر بہت سنجیدگی سے دیکھنا پڑے گا اور اس پر امریکہ کے ساتھ اور اقوام متحده کے ساتھ بڑے لیوں پر بات کر کے اس مسئلے کو یہاں پر اگر ختم نہیں کیا گیا تو یہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف فلسطین تک آئے گا یہ مسلمانوں کے زوال کا پہلا پڑا ہو گا جو شروع ہو گا اور یہ جنگ و جدل بڑھے گی ایک بہت بڑی جنگ و جدل کی صورتحال پیدا ہو جائے گی تو اس پر میری یہ گزارش ہو گی کہ پاکستان کو ہمارے وفاقی حکومت جو ہے اسکو بہت بڑی سنجیدگی سے اسکو دیکھنا چاہیئے اس پر اقوام متحده سے بات کرنا چاہیئے باقی جو ہمارے مسلمان ممالک ہیں انکے ساتھ بات کرنی چاہیئے تب مشترک طور پر اس چیز کو آگے لے جا کر کے اپنے فلسطینی بھائیوں کی مدد کے لئے ہم سب کو آگے بڑھنا پڑے گا ورنہ یہ ایک بہت بڑا صورتحال میں نے جس طرح کہا ان سب کو آپ ملا کر کے دیکھیں گے تو ایک بہت بڑی تباہی کی طرف دن بدن جا رہا ہے۔ شکریہ اپسیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: شکریہ کھوسہ صاحب۔ جی زبیدہ خیر خواہ صاحبہ۔

محترمہ زبیدہ خیر خواہ: شکریہ جناب اپسیکر۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں مسجد اقصیٰ پر اسرائیلی فوج کی طرف سے جو حملہ ہوا ہے جس میں فلسطینی خواتین بچے بوڑھے اور نمازی جو شہید ہوئے ہیں میں انکی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہوں۔ جناب اپسیکر ہم سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہم سب اسکے خلاف جہاد کریں اور آوازاٹھا میں اس ظلم کے خلاف۔ شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب ڈپٹی اپسیکر: جی آغا صاحب مختصر ادومنٹ بات کریں۔ اس رمضان میں آپ بہت ہی کم بات کرتے ہیں یہ میں نے نوٹ کی ہے۔ جی۔

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بڑی مہربانی جناب اپسیکر۔ بشری رند صاحبہ کی طرف سے آج یہ دوسری قرارداد ہے بڑی اہمیت والی قرارداد ہے۔ اور میں اپنی بشری رند صاحبہ کو اس قرارداد کو پیش کرنے پر تہذیل سے اُن کا منون و مشکور ہوں۔ جناب اپسیکر! یوں تو دنیا میں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں مساجد موجود ہیں لیکن ان تمام مساجد میں تین مسجدوں کو بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے، سب سے پہلے جو فضیلت حاصل ہے وہ مسجد الحرام کو ہے۔ جہاں پر مسلمانوں کا کعبہ موجود ہے، مسلمان وہاں جاتے ہیں طواف کرتے ہیں اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اُس کے بعد مسجد نبوی ﷺ کا دوسرا ممبر ہے، جہاں پر ایک نماز کا ثواب 50 ہزار کے حساب سے ملتا ہے، تیسرا نمبر پر مسجد اقصیٰ جو کہ مسلمانوں کا تیسرا مقدس ترین مقام ہے اور شبِ معراج میں نبی آخر الزمان ﷺ احمد مصطفیٰ محمد مجتبی ﷺ میں نبی آخوند میں آنیاء علیہ سلام کی امامت فرمائی وہ یہی

مسجدِ قصیٰ ہے۔ لیکن انتہائی دُکھی دل کے ساتھ میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہوں گا کہ مسلمانوں کا قبلہ اول آج رو رہا ہے، فلسطینیوں پر ظلم کے پھاڑ توڑے جارہے ہیں، مسلمانوں کے لئے اور مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کے لئے اس وقت سردار صاحب۔۔۔ (داخلت)۔ جناب اسپیکر آپ House in order کر دیں۔ آپ نہیں سن رہے ہو آپ اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آپ بات کریں۔

سید عزیز اللہ آغا: مسلمانوں کے بچے اور بچیوں کو وہاں شہید کیا جا رہا ہے، مسلمانوں کے خون کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ یہودی اور اسرائیلی کر رہے ہیں۔ ایک بات ہر مسلمان کو ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسرائیل اس وقت پوری انسانیت کا دشمن ہے۔ آج پوری دنیا میں بدمانی کا جو دور دورہ ہے آج پوری دنیا میں سازشوں کے جو جال بچپے ہوئے ہیں آج پوری دنیا میں جو منگل کی اور بدمانی ہے آج پوری دنیا میں جہاں اقوام ڈست و گریبان ہیں اُس کے پیچھے یہی یہودی لابی ہے، یہی یہوںی عزائم، یہی وہ فتنہ ہے جو پوری انسانیت کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ جناب اسپیکر! میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا، مختصر آیہ بات کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ صیہونیت کے خلاف، اور یہودیت کے خلاف دائمی اگر ہم چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا ماحول بننے کوئی ایسے اقدامات اٹھائیں جائیں جس کے ذریعے سے ان کے عزم کو خاک میں ملا جائے تو اُسکا ایک واحد ذریعہ اور واحد علاج جہاد ہے۔ جب تک مسلمانوں کے دلوں کے اندر جب تک مسلمانوں کے ذہنوں کے اندر جہاد کا فلسفہ اور جہاد کی اہمیت اجاگر نہیں ہوگی۔ جب تک جہاد کا جذبہ مسلمانوں کے ذہنوں اور دلوں میں بیدار نہیں ہو گا میں سمجھتا ہوں یہودیت یہ مزید آگے بڑھیں گی یہودیوں کے مزال آج تو خالی فلسطینیوں پر ہو رہے ہیں۔ یہ سلسلہ یہاں پر نہیں رکے گا، یہ سلسلہ بڑھتا رہیگا۔ پوری انسانیت آج بھی بلا رہی ہے یہودیت کی وجہ سے اور اسرائیلیت کی وجہ سے۔ لہذا وقت کا تقاضہ ہے کہ اسرائیلیوں کو لگام دینے کیلئے جہاد کے اُس عظیم مقصد کو زندہ کیا جائے اور میں حکومت پاکستان سے کہوں گا کہ وہ فلسطین کے مسلمانوں سے تکبیقی کے لئے فلسطینیوں کے مسئلے کو تمام عالمی فورم پر اٹھائیں۔ یہ وقت کا تقاضہ ہے اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اقوام متحده اگرچہ بھی اس وقت استغفار کے قبضے میں ہے، OIC کے ذریعے اور جتنی بھی مسلم تنظیمیں ہیں اُس کے ذریعے سے اسرائیلیوں کے ناپاک عزم کے خلاف مسلمانوں کو اٹھ کھڑا ہونا ہوگا۔ اور اسرائیلیوں کے جتنے بھی عزم ہیں اُن کو خاک میں ملانے کیلئے مسلمانوں کو وحدت اور تکبیقی کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔ آیا قرارداد نمبر 151 منظور کی جائے۔ قرارداد نمبر 151 منظور ہوئی۔

کھیتر ان صاحب بات کر لیں پھر اس کے بعد پھر آپ کر لیں اُس کے بعد پھر میڈم۔ سب کو ٹائم دوں گا دو دو منٹ۔

سردار عبدالرحمن کھنیران (وزیر مواصلات و تعمیرات): بالکل صحیح۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب سعیم صاحب نے کچھ چار پانچ مسائل پر بات کی تھی گورنمنٹ کے لئے، تو میں تھوڑی سی انکی وضعیت کرنا چاہ رہا تھا۔ پہلی چیز تو انہوں نے کہا کہ جو پی ایس ڈی پی نہیں ہے اس کو لوگوں نے بڑا غلط رنگ دیا ہوا تھا کہ جی شاید یا ایم پی ایز جو ہے ناں یہ فائدہ منقص ہوتا ہے ایک perception بنی ہوئی ہے اور وہ جو ہے اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے، پتہ نہیں کیا کیا۔ بہت سارے فورم پر میں نے دیکھا ہے کہ بلوچستان کو کرپشن میں نمبر و ان کر کے کہ جی ترقیاتی فنڈ کا 80% وہ لے جاتے ہیں۔ تو یہ جھوٹ پر منی ہے۔ ہاں یہ بلوچستان گورنمنٹ نے روایت قائم کی، یہ سارے تمام صوبوں میں بھی ہے مرکز میں بھی ہے کہ ایک منتخب نمائندہ، اگر میں ہوں اپنے علاقے کے ہر مسئلے کو میں جانتا ہوں کہ کہاں پرواضر سپلائی ہے، کہاں سکول ہے، کہاں ڈسپنسری ہے کہاں بی ایچ یو ہے۔ میں ضرور اسکی identification کرتا ہوں باقی گورنمنٹ اس پر باضابطہ سروے کرتی ہے، پی سی ڈن بنتا ہے، یہ پورا procedure complete consent paper ہوتا ہے اُسکے بعد وہ بجٹ کا حصہ بنتی ہے۔ تو سعیم صاحب نے بڑی اچھی تجویز دی ہے ہم ویکلم کریں گے۔ ہماری حکومت نے یہ روایت قائم کی ہے کہ جیسے پہلے پرانے وقت میں ہوتا تھا کہ اپوزیشن کو اس اسمبلی کا حصہ ہی نہیں سمجھا جاتا ہے، ہر چیز صرف ٹریشوری پیپر کا حق تھی۔ یہ پچھلی حکومت نہیں پچھلے میں ایسی روایت تھی، الحمد للہ بھی ہم پتہ نہیں کتنی اسمبلیاں اسی بلڈنگ میں ہم گزار چکے ہیں۔ اس حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ ہم نے ہر منتخب نمائندے کو عوام کا نمائندہ سمجھتے ہوئے اُتنا ہی حق دیا جتنا حق ادھر ٹریشوری پیپر کو ہے۔ اور اس چیز کی الحمد للہ یہ دوست گواہی دیں گے۔ اس سے پہلے تو گاڑیاں بھی چڑھائی گئیں۔ پہلے تو یہی اسی ڈیوپمنٹ identification پر میرے خیال میں یہ اسمبلی کی تاریخ ہے 74 سالہ پاکستان کی تاریخ میں کہ گیٹ بھی بکتر بند گاڑیوں سے توڑے گئے، کسی کی کمر توڑی گئی، کسی کی ٹانگ توڑی گئی، جیلوں میں ٹھونسا گیا۔ الحمد للہ یہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ ہم نے وہ ساری روایت ختم کر دی۔ دوسرے نمبر انہوں نے پی ڈی ایم اے کی بات کی کہ یہ راشن۔ بالکل صحیح فرمایا کہ یہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے لیکن چونکہ ہمارے محمد و دوسرے مسائل ہیں صوبائی حکومت جتنا کر سکتی ہے وہ کہا ہی ہے ابھی بھی اور پھر اس کی ہم نے ایک سلسلہ بنایا اسپیکر صاحب آپ کو پتہ ہے کہ ہم ڈی پی کمشنر کے through قانون گے، پٹواری، نقصانات کا، پھر مختلف ڈیپارٹمنٹس، روڈز ہیں یا ایریگیشن کا سسٹم یہاں پر تباہ ہوا ہے۔ ان سے یہ سروے کرایا ہے، اسٹریشنل ڈونز بھی انکے ساتھ بھی ہماری میٹنگز ہوئی ہیں سی ایم صاحب کی، مجھ سے مراد میرے سی ایم کی اور میری حکومت کی۔ تو وہ اتنے بڑے نقصانات ہیں کہ ایک سال میں یادو سال میں کامل ہونا انکے لئے ناممکن ہے۔ تو آر ہے ہیں، ہم بھی نہیں چاہتے ہیں کہ کوئی بھکاری بننے ایک تھیلا آٹے کے لئے آپ نے دیکھا کہ پنجاب میں درجنوں کے حساب سے بھی مرے ہیں۔ ہم نے بلوچستان میں یہ روایت کبھی قائم نہیں کی ہے۔ ہاں جتنی صوبائی حکومت کی محدود و دوسرے مسائل میں مدد

ہے ہم کر رہے ہیں۔ اور ابھی دوران میں پہلے دو دن پہلے تین دن پہلے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ پچیس سو، پچیس سورا شن جو متاثرین ہیں ایک gesture کے طور پر پچیس سواب میرا حلقہ ہے ڈھانی لاکھ کی آبادی ہے پچیس سواوٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہے۔ لیکن یہ صوبائی حکومت کی طرف سے gesture ہے کہ جی انکوراشن immediatley بلکہ ایم صاحب کا تو یہ حکم ہے کہ عید سے پہلے لوگوں کو دیا جائے۔ کو آرڈینیٹر کی بات ہوئی ہے تو میں، یہ کورٹ میں بھی ہے ہے۔ لیکن میں اسکی وضاحت کروں گا کہ کو آرڈینیٹر ضرور ہماری حکومت نے بھرتی کیتے ہیں۔ لیکن zero-benefit پر ہے۔ نہ انکو کوئی سرکاری گاڑی دی گئی ہے نہ کوئی تنخوا ہیں ہیں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ volunteerily اگر کوئی کام کرتا ہے اس صوبے کے لئے ان لوگوں کے لئے تو ہم مزید کو بھی ویکم کہیں گے ہم نے یہ نہیں کہا کہ یہ، کوئی اچھا سوچ میڈیا پر یا سوچل ورکر ہے، ہم نے ویکم کیا چاہے خواتین ہیں یا میل ہیں کہ آئیں بسم اللہ اچھی تجاویز دیں اور لوگوں کے اگر کوئی مسئلے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ تو یہ میں کورٹ کے علم میں بھی لانا چاہتا ہوں۔ کورٹ نے بلا یا ہوا ہے ہمارے چیف سیکریٹری صاحبان کو، دوسروں کو۔ وہ کوئی ان کو مراجعات نہیں دے رہے ہیں۔ اگر کوئی volunteerily ایک، آپ کی ایں جی اوزکتی ہیں، اگر ایک این جی او کی صورت میں کو آرڈینیٹر کوئی آتے ہیں تو ان کو کوئی ہم معتبر، زیادہ سے زیادہ وہ یہ معتبری کرتے ہیں ایک بورڈ لگادیتے ہیں کو آرڈینیٹر بلوچستان حکومت۔ (مداخلت) اگر غلط کریں گے تو ہم انکے خلاف کارروائی کریں گے۔ آپ ان کی نشاندہی کرو۔ اگر وہ غلط۔۔۔ (مداخلت) لیکن ہم کبھی اس کا غلط استعمال کرنے نہیں دیں گے۔ اگر وہ کوئی constructive کرتا ہے سلسلہ تو ہم، فوڈ کا جہاں تک ہے اس وقت crisis آپ دیکھ رہے ہیں جناب آٹے کا تھیلا ستائیں سورپے ہے سترہ کے جی کا، بیس کے جی کا۔ تو گورنمنٹ آف بلوچستان چاہ رہی ہے کہ یہن الصوبائی یا یہن الامنی جو leakages ہیں ان کو روک دیں، اسی لیے دفعہ 144 لگایا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ چھوٹے لیوں پر اگر کوئی سپاہی کسی سے اگر دوسرا پانچ سو، اسکا میرا خیال ہے گورنمنٹ کو blame کرنا۔ اب سپاہی تو ٹریفک والا بھی کھڑا ہے۔ سپاہی تو لیویز والا کسی چیک پوسٹ پر کھڑا ہے۔ سپاہی تو وہ بھی ہے جو اپنی جان دیتا ہے۔ جس کے ساتھ اسکی ڈیوٹی ہوتی ہے۔ یہ چھوٹی مولیٰ چیزیں پوری دنیا میں چلتی ہیں کوئی بلوچستان میں کوئی نئی بات نہیں ہے کہ اگر ایک پولیس والے نے یا ایک لیویز والے نے یا کسی الہکار نے کوئی دورو پے یا پانچ روپے یا دس روپے لے لئے۔ تو میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم اس حد تک کامیاب ہوئے ہیں کہ ایک پولیس والے کو ہم سوچاں لینے کو بھی، ہمارے کنٹرول میں ہیں، بہت ساری چیزیں ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ انکا قلع قمع کیا جاتا ہے۔ باقی انہوں نے ڈیزل کی سیکنگ کا کہا کہ ہیوی گاڑیاں، Yes یہ غلط ہے روڈزٹوٹ پچھی ہیں لیکن ہم نے بارڈر ٹریڈ کو، غریب صوبے ہے، پہلے بھی یہ چیزیں ہو رہی تھیں لیکن ہم نے کہا کہ یہ جو غیر ضروری چیک پوسٹیں ہیں ہم نے ختم کیتے ہیں ضرور یہ ہو رہی ہے میں اس سے انکار نہیں

کروں گا۔ لیکن جہاں تک ہیوی ٹرینگ کا ہے یہ واقعی نقصان ہے۔ جہاں پر بھی، چاہے وہ اس سملگنگ کی صورت میں ہے یا گذز کے ٹرک ہیں، سوسوٹن ایک سو میں ٹن، اچھا! وہ capacity روڈ کی ہوتی ہے پچاس ٹن کی وہ بیٹھ جاتے ہیں۔ سیالاب نے ان کے علاقوں کو واقعی نقصان دیا ہے بہت زیادہ، ہمارے بھی ہوئے ہیں لیکن ان کا میرے خیال آج تک پانی بھی آپ کے بہت ساری جگہوں پر کھڑا ہے۔ تو ہم کوشش کر رہے ہیں deficit بجٹ ہے پھر ابھی نیا بجٹ آگیا ہے تو ہماری پوری کوشش ہے ہم بھی اسی سرزی میں کے ہیں جناب اسپیکر صاحب ہماری پوری کوشش ہے کہ جس حد تک ہم ریلیف دے سکیں انشاء اللہ ہم دے رہے ہیں۔ باقی قدرتی آفات ہیں، اسکوکسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ تو قدرتی آفات ہیں یہ تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں کون روک سکتا ہے، سیالاب کی صورت میں، ززلے کی صورت میں، آفات کی صورت میں۔ تو ہماری کوشش ہے انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ ان سے اپنی یہ بلا میں خود روکے، آفات کو خود ہی ہمارے پر ترس کھاتے ہوئے ۔۔۔ (داخلت) افطاری کو ایک گھنٹہ بچا ہے۔ آپ جب بولتے ہیں ہم نے کبھی بولا ہے کہ آپ جلدی کرو۔ تو، میں کر رہا ہوں کورم کی نشاندہی پھر آپ بات کریں نا۔ مجھے بات کرنے دیں۔ کر دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میرے خیال سے آخری اجلاس ہے، دو منٹ رہ رہے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: کورم کی نشاندہی، یہ خود چھپیر ہے ہیں مجھے، ورم کی نشاندہی میں کر رہا ہوں آپ دیکھ لیں جی میں نے کر دی ہے بس اب، یہ مجھے بات نہیں کرنے دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں پانچ منٹ کے لئے۔ رمضان کامبارک مہینہ ہے آپ لوگ تھوڑا صبر اور خل کا مظاہرہ کریں۔ (کورم کی گھنٹیاں بجائی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اب میں گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Malik Abdul Wali, Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Saturday the 15th April, 2023.

اب اسembli کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ختم ملتی کیا جاتا ہے۔

(اسembli کا اجلاس شام 05:35 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)